رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۷۵

فالحق تعالیٰ فاذا قرأناه فاتبع قرآنه ثم ان علينا بيانه وقرآنا فرقناه لتقرأه على الناس على مكث ونزلناه تنزيلا

چوں آیت موصوفہ دال ست بمنا تعلیم تدریجی برائے

عامہ رجال ضوابط شدیا بادی ونیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ مشتمل ست

بر مقاصد مبادی پس اتباعاً للنص المزبور صحیفہ شہریہ کہ متدرج ست بتدریج شہور

مسمٰی بہ

الہادی

جلد ۵ | بابت ماہ ذی الحجہ ۱۳۴۷ھ | نمبر ۸

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب جادی و مذکر ست ہر مجلس و

نادی را ممکن ست برائے صحائف وصادی بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب و ترہیب و تسہیل المواعظ و

حل انتخابات کلید مثنوی و تشرف و حیوٰۃ المسلمین و سیر الصدیق کہ اکثر آں مستفاد ست

از درگاہ ارشادی یعنی خانقاہ اشرفی امدادی باہتمام محمد عثمان خاں عفی عنہ در شہر اسلامی

در محبوب المطابع دہلی مطبوع گردید

از کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی نیز بخدمت رسد میگردد

لہ ہذا التفسیر العام ماخوذ من حدیث آخر حسبنا کتاب اللہ وقضی بالرحم ۱۲

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت ماہ ذی الحجہ سنہ ۱۳۴۷ ہجری

جو بہ برکت دعا حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی
کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

مقاصد وضوابط رسالہ "الہادی"

(۱) اس رسالہ کو شرعی مباحث کے سوا سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں۔

(۲) رسالہ ہذا کا مقصود مسلمانوں کے ظاہر و باطن کی اصلاح ہے۔

(۳) ہر قمری مہینہ کی تین تاریخ کو رسالہ روانہ ہوجاتا ہے اگر کسی صاحب کے پاس رسالہ نہ پہونچے تو فوراً طلب فرمائیں اطلاع آتے ہی دوبارہ روانہ کردیا جاتا ہے

(۴) رسالہ ہذا کی سالانہ قیمت عہ معہ محصول ڈاک علاوہ ان حضرات کے جو قیمت پیشگی ارسال فرمائیں سب حضرات کی خدمت میں رسالہ وی۔پی۔ کیا جاتا ہے اور وی۔پی۔ کی صورت میں ہم خرچ رجسٹری وفیس منی آرڈر اضافہ کرکے ۱۲؍ کا ویلو روانہ کیا جاتا ہے اور ممالک غیر سے قیمت معہ محصول چار شلنگ چھ پنس مقرر ہے جو ہر حالت میں پیشگی لی جاتی ہے۔

(۵) ہر خریدار کو ابتدائے سال سے خریدار ہونا ضروری ہے اور رسالہ کا سال جمادی الاول سے شروع ہوتا ہے۔

(۶) رسالہ ہذا میں بجز اپنے کتب خانہ کی کتب کے کسی صاحب کا کوئی اشتہار یا کسی کتاب کا ریویو وغیرہ شائع نہیں کیا جاتا۔

(۷) رسالہ ہذا کی پرانی جلدیں بھی موجود رہتی ہیں مگر انکی قیمت میں اضافہ ہوجاتا ہے بجائے عہ کے معہ محصول (سے ر) علاوہ محصول مقرر ہے۔

الراقم
محمد عثمان مدیر رسالہ "الہادی" دہلی

اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا اور مسلم ترمذی ابوداؤد و نسائی ابن ماجہ نے ایک آنیوالی حدیث کے ذیل میں روایت کیا۔

تنگدست پر آسانی کرنے مہلت دینے اور معاف کرنے کی ترغیب

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے اپنے ایک قرضدار سے مطالبہ کیا تو وہ چھپ گیا پھر جب ملا تو کہنے لگا کہ میں تنگدست ہوں تو انہوں نے کہا کہ کیا خدا کی قسم؟ اسنے کہا کہ ہاں خدا کی قسم۔ فرمانے لگے تو پھر میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جس شخص کو بھلا معلوم ہو کہ اللہ پاک اسکو روز قیامت کی سختیوں سے نجات دے تو اسکو چاہیئے کہ کسی تنگدست کو مہلت دے یا اسکو معاف کر دے اسکو مسلم وغیرہ نے روایت کیا اور طبرانی نے اوسط میں باسناد صحیح روایت کیا ہے اور اُس کے الفاظ یہہ ہیں کہ جو شخص چاہے کہ اللہ پاک اسکو روز قیامت کی سختیوں سے نجات دے اور اپنے عرش کے سایہ میں جگہ دے تو اسکو چاہیئے کہ کسی تنگدست کو مہلت دے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلی اُمتوں میں سے ایک شخص کی روح سے (مرنے کے بعد) فرشتے ملے اور اس سے کہنے لگے کہ کیا تونے کچھ اچھے عمل کئے ہیں؟ اسنے کہا کہ نہیں انہوں نے کہا کہ یاد کر کہنے لگا کہ جب میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا تو اپنے آدمیوں کو حکم کیا کرتا تھا کہ تنگدست کو مہلت دیں اور مالدار سے تخفیف کریں (چنانچہ یہ معاملہ اللہ پاک کے حضور میں پیش ہوا تو) اللہ پاک نے فرمایا کہ اسکو چھوڑ دو۔

اسکو بخاری نے انہی لفظوں سے روایت کیا نیز مسلم اور ابن ماجہ کی ایک روایت میں حذیفہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی مرنے کے بعد جنت میں داخل ہوا تو اوس سے دریافت کیا گیا کہ تو کیا عمل کیا کرتا تھا اسکو خود یاد آیا۔ یا یاد دلایا گیا۔ اور کہا کہ جب میں لوگوں سے خرید و فروخت کیا کرتا تھا اور

دستاویز میں یا نقد میں تخفیف کیا کرتا تھا تو اسپر اسکی مغفرت کر دی گئی اور بخاری و مسلم کی ایک روایت میں انہی حذیفہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ ایک آدمی پہلی امتوں میں سے (جب مرنے لگا تو) اس کے پاس ملک الموت جان نکالنے کے لیے آیا تو اس سے دریافت کیا کہ کیا تو نے کوئی نیک عمل کیا ہے ؟ اسنے کہا کہ میں نہیں جانتا پھر کہا گیا کہ غور کر تو کہنے لگا کہ میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں جانتا کہ میں لوگوں سے دنیا میں خرید و فروخت کیا کرتا تھا تو مالدار کو مہلت دیتا تھا اور تنگدست کو معاف کر دیا کرتا تھا۔ تو اللہ پاک جل شانہ نے اسکو (اس کی بدولت) جنت میں داخل کر دیا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے حضور کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے۔ حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ پاک نے اپنے ایک مالدار بندے کو بلایا اور اس سے دریافت فرمایا کہ تو نے دنیا میں کیا عمل کیا۔ اور حضور نے فرمایا کہ اللہ پاک سے لوگ کوئی بات نہیں چھپا سکینگے (سب صاف صاف کہدیں گے)۔ تو اسنے عرض کیا کہ خدایا تو نے مجکو مال دیا تھا میں لوگوں سے خرید و فروخت کرتا تھا تو میری عادت میں درگذر کرنا داخل تھا چنانچہ میں مالدار سے نرمی کیا کرتا تھا اور تنگدست کو مہلت دیا کرتا تھا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس کے لیے تجھسے زیادہ سزاوار ہوں (جاؤ) میرے اس بندے کو چھوڑ دو۔

عقبہ بن عامر اور ابو مسعود انصاری کہتے ہیں کہ ہم نے ایسے ہی اسکو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن مبارک سے سنا ہے۔ ایسے ہی اسکو مسلم نے حذیفہ سے موقوفاً اور عقبہ و ابو مسعود سے مرفوعاً روایت کیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک آدمی لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اپنے آدمی سے کہدیتا تھا کہ جب تو تنگدست کے پاس جائے تو اُس سے درگذر کرنا شاید اللہ جل شانہ (مرنے کے بعد) ہم سے درگذر فرما۔ چنانچہ (مرنے کے بعد) جب اللہ کے حضور میں پیش ہوا تو اللہ پاک نے اُس سے درگذر فرمایا۔ اسکو بخاری مسلم نسائی نے روایت کیا نسائی کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک آدمی نے کبھی کوئی نیک کام نہیں کیا تھا اور لوگوں کو روپیہ قرض

۸۰

(ک)و بتلاتا تھا تو اپنے آدمی سے کہدیتا تھا کہ جو آسانی سے ملے وصول کرو اور جو دشوار ہو چھوڑ دو اور درگذر کرو شاید اللہ پاک ہم سے درگذر فرمائے چنانچہ جب ہلاک ہوا تو اللہ پاک نے دریافت فرمایا کہ کیا تو نے کوئی نیک کام کیا ہے اُس نے کہا کہ نہیں بجز اس کے کہ میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور میرا ایک غلام تھا جب میں اسکو تقاضا کرنے کے لیے بھیجتا تو اس سے کہدیتا تھا کہ جو آسانی سے ملے وصول کر لو اور جو دشوار ہو چھوڑ دو اور درگذر کرو شاید اللہ پاک ہم سے درگذر فرمائیں (یہ سنکر) اللہ پاک نے فرمایا کہ (جا) میں نے تجھسے درگذر کیا۔

حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک شخص کا (مرنے کے بعد) حساب کیا گیا تو اُس کے پاس کوئی نیکی نہ نکلی بجز اس کے کہ وہ مالدار تھا اور لوگوں سے مل جل کر رہتا تھا اور اپنے غلاموں کو حکم کرتا تھا کہ تنگدست سے درگذر کریں۔ تو اللہ پاک نے فرمایا کہ ہم اس کے تجھ سے زیادہ لائق ہیں اس سے درگذر کرو۔ اسکو مسلم ترمذی نے روایت کیا۔

۸۱ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جس شخص نے کسی تنگدست کو مہلت دی اس کے لیے ہر روز اس کے برابر صدقہ (کا ثواب) ہے۔ پھر میں نے آپ سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ جس نے تنگدست کو مہلت دی اُس کے لیے ہر روز اس سے دوگنا صدقہ (کا ثواب) ہے تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے ایک مرتبہ آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جو کوئی تنگدست کو مہلت دے اُس کے لیے ہر روز اُس کے برابر صدقہ (کا ثواب) ہے پھر میں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو کوئی تنگدست کو مہلت دے اس کے لئے ہر روز اس سے دوگنا صدقہ (کا ثواب) ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ قرض کی مدت ختم ہونے سے پیشتر تو ہر روز برابر کے صدقے کا ثواب ہے اور جب مدت ختم ہوگئی اور پھر مہلت دی تو دوگنا صدقہ کا ثواب ہے۔

اسکو حاکم نے روایت کیا ان کے راوی صحیح میں احتجاج کے لائق ہیں اور اسکو احمد نے بھی روایت کیا اور ابن ماجہ و حاکم نے مختصراً روایت کیا ہے کہ جس کسی نے تنگدست کو مہلت دی اسکے لیے ہر روز قرض کی مدت ختم ہونے سے پیشتر ایک صدقہ (کا ثواب) ہے اور جب

مدت ختم ہوگئی اور پھر مہلت دی تو اسکے لئے ہر روز دوگنا صدقہ (کا ثواب) ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ علی شرط الشیخین صحیح ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی شخص کسی مسلمان پر سے ایک مصیبت دنیا کی مصیبتوں میں سے دور کرے گا اللہ پاک اسکی قیامت کی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت دور فرمائیں گے۔ اور جو شخص کسی تنگدست پر آسانی کرے گا اللہ پاک دنیا و آخرت میں اسپر آسانی فرمائیں گے اور جو کوئی کسی مسلمان کے عیوب کو چھپائیگا اللہ پاک دنیا و آخرت میں اس کے عیوب کو چھپائیں گے اللہ پاک اپنے بندے کی امداد فرماتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ بندہ اپنے بھائی کی اعانت میں رہتا ہے۔ اسکو مسلم ابوداؤد و ترمذی نے روایت کیا اور ترمذی نے تحسین کی نیز نسائی اور ابن ماجہ نے مختصراً روایت کیا اور حاکم نے روایت کیا اور صحیح علی شرط الشیخین کہا۔

نیز ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب شخص نے کسی تنگدست کو مہلت دی یا کچھ اپنا حق چھوڑ دیا اللہ پاک اسکو قیامت کے دن اپنے عرش کے سایہ میں پناہ دیں گے۔ جبکہ سوائے خدا کے اور کسی کا سایہ نہ ہوگا۔ اسکو ترمذی نے روایت کیا اور حسن صحیح کہا

84

ابو الیسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنی دونوں آنکھوں پر انگلیاں رکھ کر کہا میرے ان دونوں آنکھوں نے دیکھا ہے اور دونوں کانوں میں انگلیاں رکھ کر کہا کہ میرے ان کانوں نے سنا ہے اور دل کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ میرے اس دل نے یاد رکھا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے تنگدست کو مہلت دی یا کچھ اسپر تخفیف کی تو اللہ پاک اسکو قیامت کے روز اپنے سایہ میں رکھیں گے اسکو ابن ماجہ اور حاکم نے روایت کیا لفظ حاکم کے ہیں اور حاکم نے اسے صحیح علی شرط مسلم کہا ہے اور طبرانی نے بسند حسن ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا کہ ابو الیسر نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ حضور نے فرمایا سب سے پہلا شخص جو قیامت کے روز اللہ کے سایہ میں آئیگا وہ ہے جس نے تنگدست کو میسر آنے تک مہلت دی

(باقی آئندہ)

اسکو نسائی نے اسنادِ حسن سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے ابن لہیعہ کی روایت سے اسکی تخریج کی ہے اور کہا یہ حدیث غریب ہے اور ابن ماجہ نے عبداللہ بن عبدالعزیز لیثی کے واسطہ سے روایت کیا ہے اور باقی اسناد کے راوی سب ثقہ ہیں

(نمبر ۲۲) حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے رستہ میں ایک دن روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اُس کے اور دوزخ کے درمیان میں ایک (اتنی بڑی) خندق (کی آڑ) کر دیں گے جیسے آسمان و زمین کے درمیان فاصلہ ہے اسکو ترمذی نے ولید بن جمیل کی روایت سے قاسم بن عبدالرحمن سے حضرت ابو امامہ رضہ سے روایت کیا ہے اور طبرانی نے بھی اسکو روایت کیا ہے مگر اس کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کے رستہ میں ایک دن روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اُس کے چہرے کو دوزخ سے سو سال کی مسافت پر دور کر دیں گے تیز رفتار شائستہ گھوڑے کی چال سے

۲۵ (حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ) علماء کی بہت سی جماعتیں اس طرف گئی ہیں کہ یہ احادیث جہاد میں روزہ رکھنے کی فضیلت میں ہیں اور ترمذی وغیرہ نے اسی مضمون کا باب منفرد (ذکر کے ان احادیث کو بیان) کیا ہے اور ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ جو روزہ خالص لوجہ اللہ ہو وہ اللہ ہی کے رستہ میں ہے (پس جو روزہ اخلاص کے ساتھ ہو اُس کا وہی ثواب ہے جو ان احادیث میں مذکور ہے خواہ جہاد میں ہو یا نہ ہو) اور جہاد میں روزہ رکھنے کا بیان جہاد کے باب میں انشاء اللہ آئے گا

فصل (نمبر ۲۳) عبداللہ یعنی ابن ابی ملیکہ عبداللہ یعنی ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار کی دعا افطار کے وقت رد نہیں کی جاتی۔ عبداللہ بن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو کو افطار کے وقت اس طرح دعا کرتے سنا ہے اللّٰھم[۱] انی اسئلك برحمتك التی وسعت کل شیء ان تغفرلی اور ایک روایت میں ذنوبی بھی زیادہ کیا ہے

[۱] ترجمہ اے اللہ میں آپکی اس رحمت کے صدقہ سے جو ہر چیز کو شامل ہے یہ درخواست کرتا ہوں کہ میری مغفرت فرما دیجیے اور میرے گناہ بخش دیجیے

اسکو بیہقی نے اسحٰق بن عبید اللہ کے واسطہ سے عبد اللہ بن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہے اور یہ اسحٰق مدینہ کے رہنے والے ہیں جو معروف و مشہور نہیں ہیں۔

(نمبر ۲۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخصوں کی دعا رد نہیں ہوتی ایک روزہ دار جبکہ افطار کرے دوسرے عادل امام تیسرے مظلوم کی دعا کہ اسکو اللہ تعالیٰ بادلوں سے اوپر اوٹھا لیتے ہیں اور اسکے لئے آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اسکو سنکر فرماتے ہیں کہ قسم میری عزت و جلال کی میں تیری ضرور مدد کرونگا گو کچھ دیر ہی کے بعد ہی اسکو امام احمد نے ایک حدیث کے ضمن میں روایت کیا ہے اور ترمذی نے اسکو روایت کرکے اس کی تحسین کی ہے اور یہ الفاظ ترمذی ہی کے ہیں اور ابن ماجہ نے بھی اور ابن خزیمہ و ابن حبان نے بھی اپنی صحیح میں اسکو روایت کیا ہے مگر اُن کے الفاظ یہ ہیں کہ روزہ دار کی دعا قبول ہوتی ہے یہانتک کہ افطار کرے۔ اور بزار نے اسکو مختصراً ان لفظوں سے روایت کیا ہے کہ تین شخصوں کا خدا کے ذمہ حق ہے کہ اُن کی دعا رد نہیں ہوگی۔ روزہ دار کی دعا جبتک افطار نکرے اور مظلوم کی دعا جبتک انتقام نہ لے اور مسافر کی دعا جبتک (وطن میں) واپس نہ آئے۔ **ف** خلاصہ یہ کہ احادیث میں روزہ دار کی دعا کے متعلق دو لفظ آئے ہیں ایک حین یفطر دوسرے حتی یفطر اول کا حاصل یہ ہے کہ روزہ دار کی دعا افطار کے وقت قبول ہوتی ہے دوسرے کا حاصل یہ ہے کہ جب تک روزہ ختم نہو اُسوقت تک قبول ہوتی ہے یعنی افطار سے پہلے پہلے پس روزہ دار کو روزہ میں بھی دعا کرنا چاہئیے۔ اور افطار کے وقت بھی ۱۲ مترجم

رمضان کے روزہ کی ترغیب جبکہ ثواب سمجھکر رکھا جائے اور رمضان کی راتوں میں خصوصاً شب قدر میں نماز پڑھنے کی ترغیب اور اسکی فضیلت کا بیان

(نمبر ۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ

آپ نے فرمایا جو شخص شب قدر میں ایمان کے ساتھ ثواب کی طلب کے لیے نماز پڑھے اُس کے گذشتہ گناہ بخشدیے جاتے ہیں اور جو شخص رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ طلب ثواب کے لیے رکھے اُس کے بھی گذشتہ گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں اسکو بخاری ومسلم وابوداؤد ونسائی نے روایت کیاہے اور ابن ماجہ نے اختصار کے ساتھ روایت کیا ہے اور نسائی کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اُس کے آیندہ گناہ بھی بخشدیئے جاتے ہیں حافظ (منذری) فرماتے ہیں کہ اس زیادت کو تنہا قتیبہ بن سعید نے سفیان (ثوری) سے روایت کیاہے اور قتیبہ ثقہ ہیں (روایت میں) بہت پختہ ہیں اور اسکی سند صحیح (بخاری) کی شرط کے موافق ہے اور احمد نے روزہ کے ساتھ اس زیادت کو سند حسن سے روایت کیاہے مگر حماد (راوی) نے اس کے متصل یا مرسل ہونے میں شک کیا ہے

ف علامہ خطابی فرماتے ہیں کہ ایمان کے ساتھ طلب ثواب کے لیے روزہ رکھنے اور نماز پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ خدا ورسول کو سچا سمجھکر اس کا ارادہ کرے (یہ نہیں کہ محض مسلمانوں کی دیکھا دیکھی رسم ورواج کے طور پر روزہ وتراویح میں شریک ہو) نیز روزہ اور تراویح سے اس کا دل خوش ہو کسی قسم کی ناگواری نہو روزہ سے اسپر گرانی نہو اور دن کے لمبا ہونے سے گھبرائے نہیں بلکہ دن کے بڑا ہونیکو غنیمت سمجھے کہ جسقدر دن بڑا ہوگا اسیقدر ثواب زیادہ ہوگا ۱۲ منہ

27

(نمبر ۲) حضرت ابوہریرہ رضہ ہی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی راتوں میں نماز پڑھنے کی رغبت دلایا کرتے تھے اور سختی کے ساتھ حکم نہیں فرماتے تھے پھر ارشاد فرماتے کہ جو شخص رمضان کی راتوں میں نماز (تراویح) پڑھے اُس کے اگلے گناہ بخشدیئے جاتے ہیں اسکو بخاری ومسلم وابوداؤد وترمذی ونسائی نے روایت کیاہے

ف علمار کا اسپر اتفاق ہے کہ رمضان کی راتوں میں جس نماز کی حضور نے ترغیب دی ہے اُس سے مراد تراویح ہے قال العینی فی شرح البخاری قد اجمع العلما

۱؎ قال البغوی قولہ احتسابا ای طلبا لوجہ اللہ تعالیٰ وثوابہ یقال فلان یحتسب الاخبار ویتحسسہا ای یتطلبہا ۱۲ منہ

علی ان المراد بقیام رمضان صلوٰۃ التراویح ۱۲ اور فقہاء نے حضور کی ترغیب اور حضرات صحابہ کے اہتمام پر نظر کرتے ہوئے یہ فیصلہ کیا ہے کہ نماز تراویح سنت مؤکدہ ہے ہر شخص کو لازم ہے کہ اسکی پابندی کرے ہاں یہ نماز واجب نہیں کیونکہ حضور نے سختی کے ساتھ اِس کا حکم نہیں دیا۔

(نمبر ۳) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور اُن کی حدود (وآداب) کو اچھی طرح پہچان لیا (یعنی حدود وآداب کی رعایت کی) اور اُن سب باتوں کی نگہداشت کی جنکی نگہداشت اسکو مناسب ہے تو (رمضان کا روزہ) اُس کے اگلے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور بیہقی نے (سنن میں) روایت کیا ہے

(نمبر ۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا جو شخص مکہ میں رمضان کا مہینہ پائے اور اُس کے روزے رکھے اور جسقدر توفیق ہو اسکی راتوں میں نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے (نامۂ اعمال میں) ایک لاکھ رمضان کا ثواب لکھیں گے جو مکہ سے باہر پاتا اور اُس کے لیے ہر دن میں ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب اور ہر رات میں ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب اور ہر دن میں ایک گھوڑے پر اللہ کے راستہ میں (جہاد کرنے کے لئے) سوار کرنے کا ثواب اور ہر دن میں ایک نیکی اور ہر رات میں ایک نیکی (کا ثواب اِس کے علاوہ) لکھیں گے اس کو ابن ماجہ نے روایت کیا ہے مگر اسوقت اس کی سند میرے ذہن میں حاضر نہیں۔

(نمبر ۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کو رمضان میں پانچ چیزیں دی گئی ہیں جو ان سے پہلے کسی امت کو نہیں دی گئیں روزہ دار کے منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے اور ان کے لیے مچھلیاں استغفار کرتی ہیں۔ روزہ افطار کرنے تک۔ اور اللہ تعالیٰ (رمضان میں) ہر دن جنت کو آراستہ کرتے ہیں پھر فرماتے ہیں کہ میرے نیک بندے عنقریب مصیبت (کے دنوں) کو ختم کر کے تیرے اندر پہونچیں گے

اور رمضان میں سخت مفسد شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں چنانچہ رمضان میں انکو (آدمیوں پر) وہ قابو نہیں ملتا جو
رمضان کے سوا دوسرے زمانہ میں ملتا ہے۔ اور رمضان کی اخیر رات میں مسلمانوں کی مغفرت (پوری طرح) ہو جاتی
ہے۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا وہ شب قدر ہے فرمایا نہیں۔ بلکہ (رمضان کی
اخیر رات ہے کیونکہ) مزدور کو پوری مزدوری اسیوقت دیجاتی ہے جبکہ وہ کام
کو ختم کر دے اسکو احمد و بزار و بیہقی نے روایت کیا ہے اور ابو الشیخ بن حبان نے
کتاب الثواب میں اسکو روایت کیا ہے۔ مگر انکی روایت میں مچھلیوں کے بجائے
فرشتوں کا ذکر ہے کہ ملائکہ ان کے لیے استغفار کرتے ہیں۔

(**نمبر ۶**) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان میں میری امت کو پانچ باتیں ایسی دی گئی
ہیں جو کسی نبی (کی امت) کو نہیں دی گئیں ایک بات تو یہ ہے کہ جب رمضان کی پہلی رات
ہوتی ہے تو اللہ تعالی مسلمانوں پر نظر (رحمت) فرماتے ہیں اور جس پر اللہ تعالے کی
نظر ہو جائے اسکو کبھی عذاب نہ دیں گے اور دوسری بات یہ ہے کہ شام کے وقت
(جو) ان کے منہ کی بدبو (زیادہ ہوتی) ہے وہ اللہ تعالی کے نزدیک مشک سے
زیادہ پاکیزہ ہے (کیونکہ اس سے عبدیت اور بندگی ٹپکتی ہے اور عبدیت سے
زیادہ خدا کے نزدیک کوئی چیز محبوب نہیں) اور تیسری بات یہ ہے کہ فرشتے انکے
لیے رات دن استغفار کرتے ہیں اور چوتھی بات یہ ہے کہ اللہ تعالی جنت سے فرماتے
ہیں کہ تیار رہو جا میرے بندوں کے لیے بن سنور جا۔ قریب ہے کہ میرے بندے
دنیا کی تعب (و مشقت) سے نکل کر میرے اس گھر میں اور عزت کی جگہ میں راحت
حاصل کریں گے۔ پانچویں بات یہ ہے کہ جب رمضان کی اخیر شب آتی ہے تو اللہ تعالے
ان کی سب کی مغفرت فرما دیتے ہیں جماعت (صحابہ) میں سے ایک شخص نے عرض
کیا (یا رسول اللہ) کیا وہی شب قدر ہے حضور نے فرمایا نہیں۔ کیا تم نے دیکھا نہیں کہ
مزدور کام کرتے رہتے ہیں پھر جب کام سے فارغ ہو جاتے ہیں اس وقت انکی
مزدوری پوری دیدی جاتی ہے اسکو بیہقی نے روایت کیا ہے اور اسکی سند

مقارب ہے (یعنی حسن کے قریب ہے) جو پہلی حدیث کی سند سے بہتر ہے۔

ف حدیث (نمبر ۵) سے یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ رمضان میں شیاطین کو بنی آدم پر وہ قابو حاصل نہیں ہوتا جو رمضان کے علاوہ دوسرے دنوں میں ہوتا ہے جس سے مفہوم ہوا کہ تھوڑا بہت قابو رمضان میں بھی باقی رہتا ہے پس یہ شبہ جاتا رہا کہ شیاطین قید ہو جاتے ہیں تو پھر رمضان میں گناہ کیونکر صادر ہوتے ہیں اور یہ بات مشاہد ہے کہ مسلمانوں سے رمضان میں بہ نسبت دوسرے مہینوں کے گناہ بہت کم صادر ہوتے ہیں۔ اس کا انکار نہیں ہوسکتا رہا یہ کہ جب شیاطین قید ہو گئے تو پھر وہ آدمیوں کو کس طرح بہکاتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ دور سے بذریعہ توجہ کے تصرف کرتے ہیں دوسرا جواب یہ ہے کہ حدیث سے یہ کہاں معلوم ہوا ہے کہ سب شیاطین قید ہو جاتے ہیں بلکہ سخت مفسد شیاطین قید ہوتے ہیں اور اون کی ذریات بدستور آزاد رہتی ہیں وہی تھوڑا بہت کام کرتے رہتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ بعض گناہ خود انسان کا نفس بھی کراتا ہے اسلئے سب شیاطین بھی قید ہو جائیں جب بھی کوئی اشکال نتھا۔ ۱۲۔ مترجم

٣٠

(نمبر ۷) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ (وقت کی) نمازیں (ہر ایک نماز دوسری نماز کے آنے تک) اور جمعہ دوسرے جمعہ تک اور رمضان دوسرے رمضان تک بیچ کے سب گناہوں کا کفارہ ہیں جبکہ بڑے بڑے گناہوں سے پرہیز کیا جائے (یعنی کبائر کے لئے یہ چیزیں کفارہ نہیں اُنکا کفارہ توبہ ہی ہے جو قاعدہ کے موافق ہو ہاں یہ امور صغائر کے لے کفارہ ہو جاتے ہیں ۱۲ مترجم) اسکو مسلم نے روایت کیا ہے حافظ (منذری رح) فرماتے ہیں کہ کتاب الصلوٰۃ و کتاب الزکوٰۃ میں بھی بہت سی حدیثیں روزہ کی فضیلت میں گذر چکی ہیں ہم اُن کا اعادہ نہیں کرتے کیونکہ اُنکی مقدار زیادہ ہے جسکو اُن کے معلوم کرنے کا شوق ہو وہ مناسب مواقع میں اُن کو تلاش کرے۔

(نمبر ۸) حضرت کعب بن عجرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک بار صحابہ سے) فرمایا کہ منبر کے پاس حاضر ہو جاؤ تو ہم سب حاضر ہو گئے پھر

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے) جب آپ نے پہلی سیڑہی پر قدم رکہا تو آمین کہی (اس کے بعد دوسری سیڑہی پر قدم رکھا تو اسپر بھی) آمین کہی پہر تیسرے درجہ پر قدم رکہا تو (اسوقت بہی) آمین کہی جب (خطبہ کے بعد) آپ منبر سے اترے توہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے آج آپ سے ایسی بات سُنی ہے جو پہلے کبھی نہیں سنی آپنے جواب دیا کہ اس وقت جبریل علیہ السلام میرے سامنے آئے (اور جب میں نے منبر کی ایک سیڑہی پر قدم رکہا) تو انہوں نے کہا لعنت ہے اُس شخص پر جس نے رمضان کا مہینہ پایا پہر بہی اسکی مغفرت نہوئی میں نے کہا آمین۔ پہر میں نے دوسری سیڑہی پر قدم رکہا تو کہا لعنت ہے اُس شخص پر جس کے سامنے آپ کا ذکر ہوا پہر بہی اُس نے آپ پر درود نہ بہیجا۔ میں نے کہا آمین۔ پہر میں تیسری سیڑہی پر پہونچا تو انہوں نے کہا لعنت ہے اُس شخص پر جس کے باپ ماں دونوں یا انمیں سے ایک اسکے سامنے بڑھاپے کو پہونچے پہر بہی اُنہوں نے اسکو (بوجہہ اسکی خدمت و اطاعت کے) جنت میں داخل نہ کرایا میں نے کہا آمین اسکو حاکم نے روایت کیا ہے اور کہا اسکی سند صحیح ہے **ف** ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بد دعا رد نہیں ہوسکتی خصوصاً وہ بد دعا جس میں جبریل علیہ السلام بہی بحکم خداوندی شریک ہوں پس ان تینوں باتوں سے بہت اہتمام کیساتہ بچنا چاہیئے اور رمضان میں اپنے گناہوں کی مغفرت کی کوشش کرنا چاہیئے جسکی صورت یہی ہے کہ رمضان کے روزے رکھے جائیں اور دوسرے دنوں سے زیادہ اعمال صالحہ میں ترقی کی جائے اور روزانہ افطار و سحر کے وقت توبہ و استغفار کیا جائے تراویح کا خاص اہتمام کیا جائے اور والدین کی خدمت و اطاعت میں کمی نہ کرنا چاہیئے۔ اسیطرح سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سنکر درود شریف پڑہنا چاہیئے مختصر درود شریف یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ۔ اور یہ بات بہی قابل غور ہے کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تہی کہ آپ تو دشمنوں کے لئے بہی دعا ہی فرماتے تھے بد دعا نفرماتے تہے لیکن ان تین شخصوں پر آپنے اللہ تعالیٰ کے حکم سے بد دعا فرمائی ہے پس یہ بد دعا ہلکی نہیں بہت سخت ہے۔

۳۱

مسلمانوں کو اس سے بہت ڈرنا چاہیئے کہ یہ خالی نہیں جا سکتی اللھم اعذنا من شر نقمتك واسبغ علینا من نعمتك ۱۲ مترجم

(نمبر ۹) حسن بن مالک بن الحویرث نے بھی اپنے باپ سے اپنے دادا[ف] سے (جو صحابی ہیں) اسی کے قریب روایت کی ہے جسکو ابن حبان نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے اور ابن خزیمہ و ابن حبان دونوں نے اپنے صحیح ہیں۔

(نمبر ۱۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان لفظوں کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے کہ ایکبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑہے تو آپ نے (تین دفعہ) آمین آمین آمین کہا صحابہ نے اسکی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے اور یوں کہا کہ جس شخص نے رمضان کا مہینہ پایا پھر بھی اُس کی مغفرت نہوئی اور جہنم میں داخل ہوا خدا اُسپر لعنت کرے آپ بھی آمین کہیئے تو میں نے کہا آمین۔ یہ الفاظ ابن حبان کے ہیں۔

۳۲ (نمبر ۱۱) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے آسمان کے سب دروازے کھولدیئے جاتے ہیں پھر رمضان کی اخیر رات تک اُنمیں سے ایک دروازہ بھی بند نہیں ہوتا اور جو مؤمن بھی رمضان کی کسی رات میں نماز پڑہے گا اللہ تعالی اُس کے واسطے ہر سجدہ کے بدلہ میں ایک ہزار پانسو نیکیاں لکھیں گے اور جنت میں اُس کے لئے سُرخ یاقوت کا ایک گھر بنائیں گے جس کے ساٹھ ہزار دروازے ہوں گے ہر دروازہ پر ایک (عالی شان) محل ہوگا جو یاقوت سرخ سے مزین (و آراستہ) ہوگا۔ اور جب مسلمان رمضان کے پہلے دن کا روزہ رکھتا ہے تو اُس کے پچھلے سب گناہ اس دن تک معاف کردیئے جاتے ہیں اور ہر دن صبح سے آفتاب غروب ہوتے تک ستر ہزار

ف قلت هکذا فی الاصل عن ابیه عن جده وظنی ان لفظة عن جده من زیادة الکاتب فان مالك بن الحویرث ابو الحسن هو الصحابی ولم اجد من اثبت الصحبة للحویرث والله اعلم ۱۲

(باقی آیندہ)

اور ہاتھوں میں چوڑیاں اور پاؤں میں پازیب اور گلے میں ہار اور تمام زیوروں سے
سجکر جہاں آپ کے یار دوست چھوٹے بڑے بیٹھے ہوں وہاں تشریف لاکر تھوڑی دیر
کے لیے ذرا کرسی پر اجلاس فرما لیجیے اگر آپ نے یہ حرکت کر لی تو ہم مشابہت کے
مسئلہ میں آپسے کبھی گفتگو نہ کریں گے مگر مجھے اُمید نہیں کہ کوئی صاحب اسپر راضی ہوجاویں
بلکہ اگر انکو ہزار روپیہ بھی دیں تب بھی راضی نہوں گے اور اسکو عار سمجھیں گے تو بتلائیے یہاں
ناگواری اور رکنے کا سبب عورتوں کے ساتھہ مشابہت ہونیکے سوائے اور کیا ہے۔ افسوس ہے
کہ عورتوں کی وضع بنانا تو عار ہے اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کی وضع بنانا گوارا ہے۔ غرض کہ
طرح طرح کی زینتوں میں اپنی صورت پر نظر ہوئی اور دوسرے کی صورت پر نظر یہ ہوتی ہے
کہ دوسرے کو دیکھتے ہیں کہ امیر ہے یا غریب کالا ہے یا گورا اچھا لباس پہنے ہوئے
ہے یا بُرا۔ اور پھر برتاؤ ہر ایک کے ساتھ جداگانہ کرتے ہیں جو عمدہ لباس پہنے ہوئے ہو
اُسکی تعظیم بھی ہوتی ہے عزت بھی ہوتی ہے اگرچہ وہ کمال سے بالکل خالی ہو اور جو ٹوٹی
پھوٹی حالت میں ہے اگرچہ صاحب کمال ہو اُسکی پوچھ تک نہیں ہوتی اِسی طرح امیروں کی
بہت تعظیم ہوتی ہے۔ غریبوں کو پاس تک نہیں آنے دیتے اور میں امیروں کی تعظیم
سے بالکل منع نہیں کرتا۔ بلکہ اگر تکلیف سے بچنے کے لئے ہو یا صرف اُن کا دل خوش کرنے
کے لیے ہو تو جائز ہے اگر دنیا کے نفع کے لیے امیروں کی خوشامد اور تعظیم کرے تو یہ منع
ہے حاصل یہ کہ آجکل آدمیوں کی قدر لباس سے کیجاتی ہے اِسی لیے عالموں کی قدر
نہیں کیونکہ یہ بیچارے ٹوٹی پھوٹی حالت میں رہتے ہیں لباس اور وضع کے اعتبار سے
بھی اور مال کے اعتبار سے بھی غرض ہر طرح ظاہری حالت انکی گری ہوئی ہوتی ہے
اِسی لیے دنیا داروں کی نظر میں وہ پست خیال۔ تاریک خیال سمجھے جاتے ہیں لیکن خدا کی
قسم اگر ان کو دین کا ذرا چسکا لگ جاوے تو یہ بھی دنیا اور دنیا داروں کی بھی طرف
تھوکیں بھی نہیں اور یہی وجہ ہے کہ جو مولوی دیندار ہیں وہ دنیا کی طرف رخ بھی
نہیں کرتے اور نہ اُن کو اپنے پاس دنیا ہونے کی حسرت ہوتی ہے کہ ہم نے یہ علم کیوں
پڑھا تھا جس سے یہ ٹوٹی پھوٹی حالت ہوگئی۔ مگر شرط یہی ہے کہ دین کا چسکا لگ جاوے

۱۲۳

غرض نہ اُنکو دنیا سے محروم ہونے پر افسوس ہے اور نہ وہ دنیا کمانے کی تدبیر میں لگتے ہیں اور ہم نے بعضے دنیا داروں کو جو کہ دنیا کا علم پڑھتے ہیں دیکھا ہے کہ وہ دین کی طرف آتے ہیں اور دنیا کے علوم چھوڑ چھوڑ کر دین کا علم پڑھتے ہیں اور جو دنیا کا علم پڑھ چکے ہیں اُن میں بھی بہت لوگ جو بڑے بڑے عہدوں پر ہیں پچتائے ہُوئے اور دین کا علم حاصل نہ کرنے پر افسوس ظاہر کرتے ہُوئے دیکھے گئے ہیں اسپر مجھے ایک لطیفہ یاد آیا کہ ایک انگریزی پڑھنے والے انگریزی چھوڑ کر دین کا علم پڑھنے کو آئے اُن سے کسی نے پوچھا کہ تم نے انگریزی کیوں چھوڑ دی کہا میں نے چاہا کہ میں بھی انسان بنجاؤں۔ پوچھنے والے نے کہا کہ کیا تم اب تک انسان نہ تھے کہا نہیں کیونکہ النّاس باللباس مشہور ہے یعنے انسانیت لباس سے ہے اور لباس خدا تعالیٰ نے خاص کردیا ہے ولباسُ التقویٰ ذٰلکَ خیر۔ یعنے پرہیزگاری کا لباس بہتر ہے پس پرہیزگاری کے لباس کے بغیر انسان انسان نہیں بن سکتا۔ پس دنیا سے بہتوں کا دین کی طرف آنا اور دین سے دنیا کی طرف ایک کا نہ جانا کیا یہ دلیل نہیں ہے دین کے عمدہ اور اعلیٰ ہونے کی اور دنیا کے حقیر اور ادنی ہونے کی مگر جن لوگوں کی طبیعتیں بگڑ گئی ہیں انہوں نے دینداری کی حالت کو ادنی اور حقیر اور دنیا داری کی حالت کو عمدہ اور اعلیٰ قرار دیا ہے اور ان کی بالکل لباس پر نظر ہے اور غریب بیچارے خواہ باکمال ہوں یا بے کمال اون کو نظروں سے گرا رکھا ہے اور اسپر عجب یہ ہے کہ انکو ہمدردی کا بھی دعویٰ ہے افسوس۔ دیکھئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غریبوں کے ساتھ کس طور پر عنایت اور رحمدلی سے پیش آتے تھے۔ اس مقام پر ایک حکایت یاد آئی حضرت زاہر رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں گانوں رہا کرتے تھے کبھی کبھی مدینہ شریف حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے اور گانوں کی چیزیں حضور کے لئے ہدیہ میں لاتے اور حضور انکو شہر کی چیزیں عنایت فرمایا کرتے اور یہ فرمایا کرتے کہ زاہر ہمارا گاؤں ہے اور ہم زاہر کے شہر ہیں ایک مرتبہ حضرت زاہر بازار میں چلے جاتے تھے حضور نے آکر پیچھے سے اونکی کَولی بھر لی آنکھوں پر ہاتھ نہیں رکھا جیسا آجکل کرتے ہیں۔ کیونکہ اس سے گھبراہٹ ہوتی ہے حضرت

۱۴

زاہر بولے یہ کون ہے چھوڑ دو پھر جب معلوم ہوا کہ حضور ہیں۔ پھر تو انہوں نے غنیمت سمجھا کہ
آج کا دن پھر کہاں نصیب اپنی پیٹھ کو حضور کے جسم مبارک سے خوب ملنا شروع کیا اس کے
بعد حضور نے ہنسی سے فرمایا کہ کوئی ہے جو اس غلام کو خریدے حضرت زاہر نے فرمایا
کہ حضور میرا گاہک کون ہے میں تو کم قیمت ہوں حضور نے فرمایا کہ تم اللہ کے نزدیک
تو کم قیمت نہیں دیکھئے آپ ان کے ساتھ کس طرح پیش آئے اور ان کے خوش کرنیکو
مذاق بھی فرمایا اور حضور اسی مصلحت کے لئے کبھی کبھی مذاق بھی فرمایا کرتے تھے تاکہ صحابہ
کا دل کھلے اور وہ خوش ہوں آجکل بہت لوگ قومی ہمدردی کا دعویٰ کرتے ہیں مگر حالت
یہ ہے کہ قوم سے انکو نہ مناسبت ہے نہ انسیت ہے بنگلوں میں آبادی سے باہر رہتے
ہیں اور وقتہ گوشت بھنا ہوا اور چائے اور انڈے اور بسکٹ قسم قسم کی انکی غذا ہے
اور ان کے غریب بھائی شہر میں بھوکے ننگے پھرتے ہیں اور ان کو خبر تک بھی نہیں اگر
کسی کے لئے کچھ خیر خواہی وغیرہ کرتے بھی ہیں تو وہ بھی امیروں کے لیے سو اس کو
قومی ہمدردی نہیں کہتے بلکہ قومی ہمدردی کے تو یہ معنی ہیں کہ غریبوں کے ساتھ ہمدردی
کی جاوے سو وہ لوگ غریبوں کی کیا ہمدردی کریں گے جن کے یہاں غریبی اور افلاس
خود جرم سمجھا جاتا ہو البتہ قومی ہمدردی شریعت نے سکھلائی ہے دیکھئے حدیث
شریف میں ہے کہ سب مسلمان ایک جسم کے مانند ہیں۔ جب ایک عضو تکلیف میں
ہوتا ہے تو باقی جسم بھی اسکی موافقت کرتا ہے کہ اسکو بھی قرار اور چین نہیں ہوتا اور
غریبی اور افلاس کو جرم جب قرار دیا جاوے جب کہ یہ ہمیشہ بے تدبیری کا نتیجہ ہو
حالانکہ یہ تو صرف خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے قرآن پاک میں ہے کہ خدا جس کے
لئے چاہتے ہیں رزق کو کشادہ کر دیتے ہیں اور جس پر چاہتے ہیں تنگ کر دیتے ہیں۔
اور اسمیں حق تعالیٰ کی حکمتیں ہوتی ہیں چنانچہ جو لوگ افلاس اور فاقہ میں مبتلا ہیں
اُن کے لیے بھی حکمت الٰہی ہے اور جو مالدار ہیں ان کے لئے اس میں حکمت ہے
کوئی ایک دوسرے کو حقیر نہ جانے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی حالت سے خوب واقف ہیں
قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ بہت سے

۱۵

مسلمان ایسے ہیں کہ اُن کا ایمان افلاس سے باقی ہے اگر اللہ تعالیٰ اُن کو مالدار کردیں تو وہ اس قدر نافرمانی اختیار کریں کہ کفر تک پہونچ جاویں اور بہت سے ایسے ہیں کہ اُن کا ایمان مالداری کی وجہ سے بچا ہوا ہے اگر انپر افلاس آجاوے تو کفر میں مبتلا ہو جاویں بہت سے مریض ایسے ہیں کہ ان کا دین مرض کیوجہ سے صحیح سالم ہے اگر تندرست ہو جاویں تو دنیا میں لگ کر خدا تعالیٰ کو بھول جاویں اور بہت سے تندرست ایسے ہیں کہ انکا دین تندرستی کیوجہ سے بچا ہوا ہے۔ غرض جو جس حالت میں ہے اُس کے لیے وہ مصلحت اور پسندیدہ ہے۔ غرض ہمدردی کا سبق آجکل بہت گایا جا رہا ہے لیکن حقیقت میں سچی ہمدردی وہی کر سکتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تابعدار ہو کیونکہ حضور کی برابر کسی نے ہمدردی کے طریقے نہیں سکھلائے یہاں تک کہ آپ نے جانوروں تک کے ساتھ ہمدردی کا حکم فرمایا ہے اور سچے تابعداروں نے اوسپر عمل کیا ہے چنانچہ حضرت سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت ہے کہ اُنہوں نے دیکھا کہ ایک خارشتی کتا نہایت تکلیف میں ہے اور اوس کا تمام بدن خارش سے زخمی ہو گیا ہے ہر شخص اُس سے نفرت کرتا ہے اور دوسرے کتے بھی اُسکو پاس آنے نہیں دیتے اُن کو اسپر رحم آیا اور اوسکو اپنے گھر لائے اور اپنے ہاتھ سے اُسکے بدن پر دوا ملا کرتے تھے یہاں تک کہ وہ تندرست ہو گیا۔ حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ کو کسی نے بعد وفات کے خواب میں دیکھا پوچھا کہ حق تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا فرمایا کہ میرے تمام کاموں میں سے یہ کام پسند آیا کہ ایک روز میں چلا جاتا تھا اور جاڑے کا موسم تھا میں نے دیکھا کہ ایک بلی کا بچہ سردی میں اکڑ رہا ہی مجکو رحم آیا اور اپنے لحاف میں اوسکو لیکر سویا یہ کام میرا پسند آیا۔ اور حکم ہوا کہ اس کام کی وجہ سے ہم نے تمکو بخشدیا مجھکو اسوقت حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب دہلوی یعنی شاہ ولی اللہ صاحب کے والد ماجد کی حکایت یاد آئی کہ ایک بار اُنھوں نے ایک کتے کا بچہ کیچڑ میں پڑا دیکھا سردی سے اُس کا بُرا حال تھا کوئی حمام قریب تھا وہاں لیجا کر اوسکو غسل دلایا اس کے ایک مدت بعد یہ اتفاق ہوا کہ وہ کہیں تشریف لیجا رہے تھے

(باقی آئندہ)

روح ہفدہم (حج کرنا اور بیت اللہ کا ادب) حج کرنا اس شخص پر جس میں شرطیں پائی جاویں ایک مرتبہ فرض ہے اور دوسری مرتبہ کے لئے نفل اور حج بھی مثل نماز و زکوٰۃ و روزہ کے اسلام کا ایک رکن یعنی بڑی شان کا ایک لازمی حکم ہے چنانچہ (۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور اللہ کے واسطے لوگوں کے ذمہ اس مکان (یعنی کعبہ) کا حج کرنا ہے یعنی اس شخص کے (ذمہ) جو کہ طاقت رکھے وہاں تک (پہونچنے) کی سبیل (یعنی سامان) کی (آل عمران) اور (۲) ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الخ (یہ وہ حدیث ہے جو روح چہاردہم کے ۹ میں گذر چکی ہے) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر نماز و زکوٰۃ و روزہ سب کرتا ہو مگر حج فرض نہ کیا ہو تو اسکی نجات کے لیے کافی نہیں اور حج میں ایک خاص بات ایسی ہے جو اور عبادتوں میں نہیں وہ یہ ہے کہ اور عبادتوں کے افعال میں کچھ عقلی مصلحتیں بھی سمجھ میں آجاتی ہیں مگر حج کے افعال میں بالکل عاشقانہ شان ہی تو حج و کیجے گا جسکا عشق عقل پر غالب ہو گا اور اگر فی الحال اس میں کچھ کمی بھی ہو گی تو تجربہ سے ثابت ہے کہ عاشقانہ کام کرنے سے عشق پیدا ہو جاتا ہے اسلئے حج کرنے سے یہ کمی پوری ہو جائیگی اور خاصکر جب ان کاموں کو اسی خیال سے کرے اور ظاہر ہے کہ جس کے دل میں خدا تعالیٰ کا عشق ہو گا وہ دین میں کتنا مضبوط ہو گا تو حج کرنے میں دین کی مضبوطی کی خاصیت ثابت ہو گئی (ایسی ہی تقریر روزہ کے بیان میں گذری ہے) اگلی حدیثوں سے اس کا پتہ چلتا ہے (۳) حضرت عائشہ رضہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیت اللہ کے گرد پھرنا اور صفا و مروہ کے درمیان پھیرے کرنا اور کنکریوں کا مارنا یہ سب اللہ تعالیٰ کی یاد کے قائم کرنے کیلئے مقرر کیا گیا ہے (عین ابوداؤد باب الرمل) **ف** یعنی گو ظاہر والوں کو تعجب ہو سکتا ہے کہ اس گھومنے دوڑنے کنکریاں مارنے میں عقلی مصلحت کیا ہے مگر تم مصلحت مت ڈھونڈو یوں سمجھو کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے اس کے کرنے سے اسکی یاد ہوتی ہے اور اس سے علاقہ بڑھتا ہے اور محبت کا امتحان ہوتا ہے کہ جو بات عقل میں بھی نہیں آئی حکم سمجھکر اسکو بھی مان لیا پھر محبوب کے گھر کے بل بل قربان ہونا اسکے کوچہ میں دوڑے دوڑے پھرنا کھلم کھلا عاشقانہ حرکات ہیں (۴) زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضہ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ (اب طواف میں) شانے ہلاتے ہوئے دوڑنا اور شانوں کو چادر سے باہر نکال لینا کس وجہ سے ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو (مکہ میں) قوت دیدی اور کفر کو اور کفر والوں کو مٹا دیا (اور یہ فعل شروع ہوا تھا ان ہی کو اپنی قوت دکھلانے کیلیے جیسا روایات میں آیا ہے) اور باوجود اس کے (کہ اب مصلحت نہیں رہی مگر) ہم اس فعل کو نہ چھوڑینگے جسکو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں (آپ کے اتباع اور حکم سے) کرتے تھے (کیونکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسپر حجۃ الوداع میں عمل فرمایا جبکہ کوئی ایک بھی کافر نہ تھا) (عین ابوداؤد باب الرمل) **ف** اگر حج میں عاشقی کا رنگ غالب نہ ہوتا تو جب عقلی ضرورت ختم ہو گئی تھی یہ فعل بھی موقوف کر دیا جاتا (۵) عابس بن ربیعہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضہ حجر اسود کی طرف آئے اور اسکو بوسہ دیا اور فرمایا میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے نہ کسی کو نفع پہونچا سکتا ہے

اور نہ نقصان اور اگر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھتا کہ آپ تجکو بوسہ دیتے تھے تو میں (کبھی) تجکو بوسہ نہ دیتا۔ (عین ابوداؤد باب تقبیل الحجر) **ف** محبوب کے علاوہ کسی چیز کو چومنے کا سبب بجز عشق کے اور کوئی مصلحت ہوسکتی ہے اور حضرت عمر رض نے اپنے اس قول سے یہ بات ظاہر کر دی کہ مسلمان حجر اسود کو معبود نہیں سمجھتے کیونکہ معبود تو وہی ہوتا ہے جو نفع و ضرر کا مالک ہو (حدیث ۷) ابن عمر رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کیطرف منہ کر کے اسپر اپنے دونوں لب (مبارک) رکھے اور بڑی دیر تک روتے رہے پھر جو نگاہ پھیری تو دیکھتے کیا ہیں کہ حضرت عمر رض بھی رو رہے ہیں آپ نے فرمایا اے عمر اس مقام پر آنسو بہائے جاتے ہیں (ابن ماجہ ابن خزیمہ وحاکم وبیہقی) **ف** محبوب کی نشانی کو پیار کرتے ہوئے رونا صرف عشق سے ہوسکتا ہے خوف وغیرہ سے نہیں ہوسکتا اور افعال عاشقانہ تو ارادہ سے بھی ہوسکتے ہیں مگر رونا بدون عشق کے ہو نہیں سکتا پس حج کا تعلق عشق سے اس حدیث سے اور زیادہ ثابت ہوتا ہے (حدیث ۸) حضرت جابر رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک لمبی حدیث میں) فرمایا کہ جب عرفہ کا دن ہوتا ہے (جسمیں حاجی لوگ عرفات میں ہوتے ہیں) اللہ تعالی فرشتوں سے ان لوگوں پر فخر کیساتھ فرماتا ہے کہ میرے بندوں کو دیکھو کہ میرے پاس دور دراز رستہ سے اس حالت میں آئے ہیں کہ پریشان بال ہیں اور غبار آلود بدن ہے اور دھوپ میں جل رہے ہیں میں تمکو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان کو بخشدیا (بیہقی وابن خزیمہ) **ف** اس صورت کا عاشقانہ ہونا ظاہر ہے اور فخر کیساتھ اس کا ذکر فرمانا اس عاشقانہ صورت کے پیاری ہونے کو بتلا رہا ہے یہ چند حدیثیں حج میں عاشقی کی شان ہونے کی تائید میں بطور نمونہ کے لکھدی گئیں ورنہ حج کے سارے افعال کھلم کھلا اسی عاشقانہ رنگ کے ہیں منی مزدلفہ عرفات کے پہاڑوں میں لبیک لبیک کہنے میں چیخنا پکارنا ننگے سر پھرنا اپنی زندگی کو موت کی شکل بنا لینا یعنی مردوں کا سا لباس پہننا ناخن بال تک نہ اکھاڑنا جوں تک کو نہ مارنا جس سے دیوانوں کی سی صورت بن جاتی ہے سر منڈانا کسی جانور کا شکار نہ کرنا خاص حدود کے اندر درخت کیا گھاس تک توڑنا جسمیں محبوب کا ادب بھی ہے یہ کام عاقلوں کے ہیں یا عاشقوں کے اور بعض افعال جو عقول کیلئے نہیں ہیں ان میں ایک خاص وجہ ہے یعنی پردہ کی مصلحت اور خانہ کعبہ کے گرد گھومنا اور صفا مروہ کے بیچ میں دوڑنا اور خاص نشانوں پر کنکر پتھر مارنا اور حجر اسود کو بوسہ دینا اور زار زار رونا اور خاک آلودہ دھوپ میں چلتے ہوئے عرفات میں حاضر ہونا ان کے عاشقانہ افعال ہونے کا ذکر اوپر حدیثوں میں آچکا ہے اور جس طرح حج میں عشق و محبت کا رنگ ہے اسکے ادا کا جس مقام سے تعلق ہے یعنی مکہ معظمہ مع اپنے تعلقات کے اسمیں بھی محبت کی شان رکھی گئی ہے جس سے حج کا وہ رنگ اور تیز ہوجائے چنانچہ آیت میں ہے (آیت ۵) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی کہ میں اپنی اولاد کو آپ کے معظم گھر کے قریب آباد کرتا ہوں آپ کچھ لوگوں کے دلوں کو انکی طرف مائل کر دیجئے (سورہ ابراہیم مختصرا) **ف** اس دعا کا وہ اثر آنکھوں کے سامنے نظر آتا ہے جسکو ابن ابی حاتم نے سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ (حدیث ۹) کوئی مومن ایسا نہیں جس کا دل کعبہ کی محبت میں پھنسا ہوا نہ ہو حضرت ابن عباس رض فرماتے ہیں کہ اگر ابراہیم علیہ السلام یہ کہتے کہ لوگوں کے قلوب تو یہود و نصاری کی بھی وہاں بھیڑ ہوجاتی لیکن انہوں نے اہل ایمان کے ساتھ خاص کر دیا کہ کچھ لوگوں کے قلوب کہہ دیا (عین درمنثور) اور حدیث میں ہے چنانچہ (حدیث ۱۰) حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

۷۰

لہ مثابۃ للناس ۱۲

(ہجرت کے وقت مکہ معظمہ کو خطاب کر کے) فرمایا تو کیسا اچھا شہر ہے اور میرا کیسا کچھ محبوب ہے اور اگر میری قوم مجھ کو تجھ سے جدا نہ کرتی تو میں دوسری جگہ جا کر نہ رہتا (عین مشکوٰۃ از ترمذی) ف: اور جب ہر مومن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے تو آپ کی محبوب شہر یعنی مکہ معظمہ سے بھی ضرور محبت ہوگی تو مکہ سے محبت (و پیغمبروں کی دعا کا اثر ہوا یہ تو حج کی اور مقام کی دینی فضیلت تھی جو کہ اصلی فضیلت ہے، اور بعضی دنیوی منفعتیں بھی اللہ تعالیٰ نے اس میں رکھی ہیں گو حج میں اُن کی نیت نہ ہونا چاہیے مگر وہ خود حاصل ہو جاتی ہیں چنانچہ آگے دو آیتوں میں اس طرف اشارہ ہے (۱۱) ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو جو کہ ادب کا مکان ہے لوگوں (کی مصلحت) قائم رہنے کا سبب کر دیا الخ (مائدہ) ف: مصلحت عام لفظ ہے سو کعبہ کی دینی مصلحتیں تو ظاہر ہیں اور دنیوی مصلحتیں ہیں یعنی یہ اس کا جائے امن ہونا وہاں ہر سال مجمع ہونا جس میں مالی ترقی اور قومی اتحاد بہت سہولت سے میسر ہو سکتا ہے اور اسی کے بقا تک عالم کا باقی رہنا حتیٰ کہ جب کفار اُس کو منہدم کر دینگے قریب ہی قیامت آجاوے گی جیسا احادیث سے معلوم ہوتا ہے (بیان القرآن بحاصلہ) (۱۲) اللہ تعالیٰ نے (حج کیلئے لوگوں کے آنیکی حکمت میں یہ) ارشاد فرمایا تاکہ اپنے (دینی و دنیوی) فوائد کیلئے آموجود ہوں (مثلاً آخرت کے منافع یہ ہیں حج و ثواب و رضائے حق اور دنیوی فوائد یہ ہیں قربانی کا گوشت کھانا اور تجارت و مثل ذلک چنانچہ (۱۳) ابن ابی حاتم نے اسکو حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے (کذا فی الروح بیان القرآن) اور حج کے رنگ کی ایک دوسری عبادت اور بھی ہے یعنی عمرہ جو کہ سنت مؤکدہ ہے جسکی حقیقت حج ہی کے جیسے عاشقانہ افعال ہیں اسی لئے اس کا لقب حج اصغر ہے چنانچہ (۱۴) عبداللہ بن شداد اور مجاہد سے روایت ہے (عین در منثور عن ابی شیبہ) مگر یہ حج کے زمانہ میں بھی ہوتا ہے جس سے دو عبادتیں ایک شان کی جمع ہو جاتی ہیں اور دوسرے زمانہ میں بھی ہوتا ہے یہاں تک مضمون کا ایک سلسلہ تھا آگے متفرق طور پر لکھا جاتا ہے

(۱۵) فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جب حج یا عمرہ کرنا ہو تو اس) حج اور عمرہ کو اللہ تعالیٰ کے (خوش کرنیکے) واسطے پورا پورا ادا کیا کرو (کہ افعال و شرائط بھی سب بجالاؤ اور نیت بھی خالص ثواب کی ہو) (بیان القرآن) (۱۶) حضرت ابو امامہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو کوئی ظاہری مجبوری یا ظالم بادشاہ یا کوئی معذور کر دینے والی بیماری حج سے روکنے والی نہ ہو اور وہ پھر بے حج کئے مر جاوے اسکو اختیار ہے خواہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر (عین مشکوٰۃ از دارمی) ف: فرض حج نہ کرنے میں کتنی سخت دھمکی ہے (۱۷) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج کا ارادہ کرے اسکو جلدی کرنا چاہیے (عین مشکوٰۃ از ابوداؤد و ترمذی) (۱۸) حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج اور عمرہ میں اتصال کیا کرو جبکہ زمانہ حج کا ہو) دونوں افلاس کو اور گناہوں کو دور کرتے ہیں جیسا بھٹی لوہے اور سونے اور چاندی کے میل کو دور کرتی ہے (بشرطیکہ کوئی دوسرا امر اس کے خلاف اثر کرنے والا نہ پایا جاوے) اور جو حج اچھا ادا کیا جاوے اس کا عوض بجز جنت کے کچھ نہیں (عین مشکوٰۃ از ترمذی و نسائی) ف: اس میں حج و عمرہ کا ایک دینی نفع مذکور ہے اور ایک دنیوی نفع اور

۱۷

گناہ سے مراد حقوق اللہ ہیں کیونکہ حقوق العباد توشہادت سے بھی معاف نہیں ہوتے (لحدیث الا الدین کما فی المشکوٰۃ عن مسلم) (۱۹)
حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج کرنیوالے اور عمرہ کرنیوالے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اگر وہ دعا
کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُنکی دعا قبول کرتا ہے اور اگر وہ اُس سے مغفرت چاہتے ہیں وہ اُن کی مغفرت کرتا ہے (یہ مشکوٰۃ از ابن ماجہ)
(۲۰) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج کرنے یا عمرہ کرنے یا جہاد کرنے چلا پھر
وہ راستے ہی میں (ان کاموں کے کرنے سے پہلے) مرگیا اللہ تعالیٰ اُس کے لئے غازی اور حاجی اور عمرہ والے کا ثواب لکھیگا (یہ مشکوٰۃ
از بیہقی) اور حج کے متعلق ایک تیسرا عمل اور بھی ہے یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ شریفہ کی زیارت جو اکثر
علماء کے نزدیک مستحب ہے اور جس طرح حج میں عشق الٰہی کی شان تھی اس زیارت میں عشق نبوی کی شان ہے اور جیسے حج
سے عشق الٰہی میں ترقی ہوئی اور زیارت سے عشق نبوی میں جسکے دل میں اللہ و رسول کا عشق ہوگا وہ دین میں کتنا مضبوط ہوگا
اس شان عشقی کا پتہ اس حدیث سے چلتا ہے (۲۱) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جو شخص حج کرکے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کرے وہ ایسا ہے جیسے میری حیات میں میری زیارت کی ہو (یہ مشکوٰۃ
از بیہقی) ف حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں زیارتوں کو برابر فرمایا اور جب کسی خاص بات کی تخصیص نہیں تو اثر میں برابر
ہونگی اور ظاہر ہے کہ آپکی حیات میں آپکی زیارت ہوتی تو کسقدر آپ کا عشق قلب میں پیدا ہوتا تو وفات کے بعد زیارت کرنیکا
بھی وہی اثر ہوگا اور یہ حدیث تو اس دعوے کی تائید کیلئے لکھدی ورنہ اس زیارت کا یہ اثر ترقی عشق نبوی کھلم کھلا
آنکھوں سے نظر آتا ہے اور جس طرح حج کے مقام یعنی مکہ معظمہ میں محبت کی شان رکھی گئی ہے جس کا بیان اوپر ہوچکا ایسی طرح اس
زیارت کے مقام یعنی مدینہ منورہ میں محبت کی شان رکھی گئی ہے چنانچہ (۲۲) حضرت ابوہریرہؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ انہوں نے (یعنی ابراہیم علیہ السلام) تجھ سے مکہ کیلئے دعا کی ہے اور میں تجھ سے مدینہ
کیلئے دعا کرتا ہوں وہی اور اتنی ہی اور بھی الخ (مشکوٰۃ از مسلم) ف مشہور ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ معظمہ کیلئے محبوبیت
کی دعا فرمائی ہے تو مدینہ منورہ کیلئے دوگنی محبوبیت کی دعا ہوگی (۲۳) حضرت عائشہؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ مدینہ کو ہمارا محبوب بنا دے جیسے ہم مکہ سے محبت کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ
(مشکوٰۃ از بخاری و مسلم) (۲۴) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے تشریف لاتے اور مدینہ
کی دیواروں کو دیکھتے تو سواری کو تیز کردیتے مدینہ کی محبت کے سبب (مشکوٰۃ از بخاری) ف محبوب کا محبوب جب محبوب ہوتا ہے
تو ضرور سب مسلمانوں کو مدینہ سے محبت ہوگی (۲۵) یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روئے زمین میں کوئی جگہ ایسی نہیں
جہاں مجھکو اپنی قبر ہونا مدینہ سے زیادہ پسند ہو یہ بات تین بار فرمائی (مشکوٰۃ از مالک) اسمیں بھی تقریر ہے جو اس سے پہلی حدیث میں تھی اور حج و
زیارت سے محبت کا بڑھ جانا اور خود حج و زیارت کی اور ان مقاموں کی بھی محبت ہے ایمان والے کے دل میں ہونا دلیل کا محتاج نہیں اور اس محبت کا
جو اثر دین پر پڑتا ہے اس کا بیان اوپر ہوچکا ہے۔ پس اے مقدور والے مسلمانو اس دولت کو نہ چھوڑو
(والروایات ماخوذ من کتب مختلفہ صرح باسمائہا عند کل حدیث) کتبہ **اشرف علی**

شرح حبیبی

او همی پنداشت کایشان در سماں
وهم و تخویف اند و وسواس و گمان

که بود شان لرزه و تخویف و ترس
از توهم ها و تهدیدات نفس

او نمیدانست کایشان رسته اند
بر دریچه نور دل بنشسته اند

سایهٔ خود را ز خود دانسته اند
چابک و چست و گش و برجسته اند

هاون گردون اگر صد بار شان
خورد کوبد اندرین گلزار شان

اصل آن ترکیب را چون دیده اند
از فروع وهم کم ترسیده اند

این جهان وهم ست اندر ظن ما نیست
گر رود در خواب دستی باک نیست

گر بخواب اندر سرت ببرید گاز
هم سرت بر جاست هم عمرت دراز

گر ببینی خواب در خود را دو نیم
تندرستی چون بخیزی نے سقیم

۱۸۹

حاصل اندر خواب نقصان بدن
نیست باکے از دو صد پارہ شدن

این جہان را کہ بصورت قائم ست
گفت پیغمبر کہ حلم نائم ست

از رہ تقلید تو کردی قبول
سالکان این دیدہ پیدا بے رسول

روز در خوابی مگو کاین خواب نیست
سایہ فرع ست اصل خیر مہتاب نیست

خواب و بیداریت آن دان ای عضد
کہ ببیند خفتہ کو در خواب شد

او گمان بردہ کہ ایندم خفتہ ام
بیخبر زان کوست در خواب دوم

۱۹۰

کوزہ گر گر کوزہ را بشکند
چون بخواہد باز خود قائم کند

کور را ہر گام باشد ترس چاہ
با ہزاران ترس مے آید براہ

مرد بینا دید عرض راہ را
پس بداند او مغاک و چاہ را

پاؤ زانوش نلرزد ہر دمے
رو ترش کے دارد او از ہر غمے

خیز فرعونا کہ ما آن نیستیم
کہ بہر بانگے ز غولے بیستیم

خرقہ ما را بدر دوزندہ ہست
ورنہ خود ما را برہنہ تن بہست

[اے] لباس آن خوب اندر کنار	خوش بگیریم اے عدوِّ نابکار
خوشتر از تجرید از تن وز مزیج	نیست اے فرعون بے الہام گیج

وجہ اس دہمکی کی یہ تہی کہ وہ سمجہتا تہا کہ یہ ابھی اسی وہم و گمان اور وسوسہ خوف کی حد میں [ہیں] جسمیں پہلے تہے اور اوہام و خیالات اور نفس کی دہمکیوں سے ڈر جاتے اور کانپ جاتے [تہ]ے لیکن وہ یہ نہ سمجھا کہ وہ اوہام کے پہندے سے نکل چکے ہیں اور اب وہ اُس دریچہ پر [ب]یٹھے ہُوئے ہیں جس سے نورِ قلب داخل ہوتا ہے اور وہ اوس نور کے ذریعہ سے حقائق [ک]و علی ما ہی علیہ دیکھہ رہے ہیں اب اونکو اپنی حقیقت اور اپنے سایہ میں امتیاز ہوگیا [ہ]ے اسلئے اب وہ بجائے مغموم و محزون ہونے کے چست و چالاک اور خوش و خرم ہیں [و]ہ جان چکے ہیں کہ اِس مرکب عنصری کی اصل کچہہ اور ہی ہے خواہ روح ہو یا جسم مثالی [ا]سلئے اگر آسمان اون کو اپنی اوکھلی میں سنو مرتبہ بہی کوٹے اور اون کے جسم عنصری کو [ر]یزہ ریزہ کر دے تب بہی ان پر وہم غالب نہوگا۔ اور اُس سے وہ ذرا بہی نہ ڈریں گے [پ]س تم بہی اون کی تقلید کرو اور اس عالمِ ناسوتی میں دل کو نہ پہنساؤ کیونکہ اس عالم کی [و]ہم و خیال سے زیادہ وقعت نہیں ہے لہٰذا تمکو بتلائے گمان نہ رہنا چاہیئے اور تفرق [ج]سم سے ہرگز خوف نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اِس سے تم کو کچہہ بہی ضرر لاحق نہیں ہوتا۔ اب ہم [تم]کو ایک دوسرے عنوان سے اِسی مقصد کو سمجہانا چاہتے ہیں۔ دیکھو اگر خواب میں قینچی سے [تم]ہارا سر کاٹ ڈالا جائے تو تمکو اس سے کیا نقصان پہونچتا ہے۔ کچہہ بہی نہیں۔ کیونکہ تمہارا [س]ر اسی طرح قایم رہتا ہے بلکہ بنابر مشہور یہ فائدہ ہوتا ہے کہ اِس سے تمہاری عمر بڑہتی ہے [کی]ونکہ عوام میں مشہور ہے کہ اگر خواب میں کوئی اپنے کو مردہ دیکھے تو اس سے [ا]وسکی عمر بڑہتی ہے۔ اسیطرح اگر تم خواب میں اپنے کو دیکھو کہ کسی نے میرے دو ٹکڑے [کر د]یئے ہیں تو اِس سے تمکو کیا ضرر ہوتا ہے کچہہ بہی نہیں کیونکہ تم جب بیدار ہوتے [ہو] تو اسی طرح تندرست ہوتے ہو۔ اور کچہہ بہی نقصان تمہارے اندر نہیں ہوتا۔ خلاصہ یہ کہ

۱۹۱

خواب کے اندر بدن میں خرابی واقع ہونے بلکہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے کی بھی کچھ پرواہ نہیں
جب یہ امر ممہد ہوچکا تو اب سمجھو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس جہان کو
جو بظاہر قائم معلوم ہوتا ہے سونے والے کا خواب فرمایا ہے۔ گو تم بھی اسکو ضرور مانتے
ہوگے۔ مگر تم نے تو صرف تقلیداً ہی مانا ہے۔ لیکن اہل اللہ نے اسکو تمہاری طرح صرف
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہونے ہی کی وجہ سے نہیں مانا بلکہ اونھوں
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی بدولت اور آپ کے طفیل سے اس کا مشاہدہ
بھی کیا ہے۔ اِس سے معلوم ہوگیا کہ تم دن میں بھی خواب ہی میں ہو تم یہ نہ کہنا کہ میں
خواب میں نہیں ہوں اور عالم خواب نہیں ہے۔ کیونکہ اول تو اہل اللہ پر اس کا خواب
ہونا منکشف ہوچکا ہے لیکن اگر اونکی بات نہ مانو تو خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا ارشاد موجود ہے۔ پس جبکہ عالم کا خواب ہونا بھی ظاہر ہوگیا اور یہ بھی معلوم ہوگیا
کہ خواب میں اگر جسم میں تفرق اتصال واقع ہو تو کچھ قابل التفات نہیں لہذا تمکو اسکی
مضرتوں کی کچھ پرواہ نہ کرنی چاہیئے۔ اور اس سے قطع تعلق کرکے حق سبحانہ کے ساتھ مشغول
ہونا چاہیئے علاوہ اس کے ایک اور وجہ بھی ہے وہ یہ کہ عالم ظل اور پرتو ہے جناب
حق سبحانہ کا اور بلا تشبیہ اسکی اون کے لحاظ سے ایسی ہی مثال ہے جیسے چاندنی اور چاند
بس جس طرح کہ چاندنی فرع ہے چاند کی یوں ہی عالم فرع ہے حق سبحانہ کی اور یہ تمکو معلوم ہے
کہ اصل کو چھوڑ کر فرع میں مشغول ہونا سراسر حماقت ہے۔ پس حق سبحانہ کو چھوڑ کر عالم میں
مشغول ہونا اور اوسکی مضرتوں سے بچنے اور منفعتوں کو وصول کرنے کی دھن میں لگنا
سراسر نادانی ہوگا۔ پس اِس سے بھی ثابت ہوا کہ تفرق جسم سے ڈرنا ہرگز نہ چاہیئے
اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس شبہ کو بھی رفع کردیا جاوے جو عالم کو خواب کہنے پر واقع
ہوتا ہے وہ یہ کہ اس عالم میں رہ کر ہم کبھی بیدار ہوتے ہیں اور کبھی سوتے ہوتے ہیں۔
پس اگر عالم خواب ہوتا تو سونا جاگنا کیسا۔ تقریر دفع یہ ہے کہ یہ امر مشاہد ہے اور اِس کا
انکار نہیں کیا جاسکتا کہ کبھی آدمی سوتے ہوئے خواب دیکھتا ہے اور اوس خواب میں
اول اپنے کو جاگتے ہوئے دیکھتا ہے اور پھر خواب ہی میں دیکھتا ہے کہ میں سو گیا

۱۹۲

مثلاً ایک شخص خواب میں دیکھتا ہے کہ میں سفر کر رہا ہوں اور سفر ہی میں اوسکو رات ہوجاتی ہے اور وہ دیکھتا ہے کہ میں تھک کر ایک مقام پر لیٹ رہا۔ اور مجھے نیند آگئی تو دیکھو کہ وہ خواب میں سمجھتا ہے کہ میں پہلے سے جاگ رہا تھا اور اب سو رہا ہوں حالانکہ وہ پہلے سے بھی سو رہا تھا اور اب دوبارہ سویا ہے اِس سے تمہاری سمجھ میں آگیا ہوگا کہ خواب کے اندر سونا اور جاگنا دونوں ہو سکتے ہیں۔ بس یہی حالت بالکل عالم کی ہے کہ وہ در اصل ایک خواب ہے آدمی اسمیں اولا اپنے کو جاگتا ہوا جانتا ہے اور اوس کے بعد سمجھتا ہے کہ میں سوگیا۔ اب کوئی شبہ نہ رہا اب ہم تفرق جسم سے نہ ڈرنے کے لئے ایک اور وجہ بھی بتلاتے وہ یہ کہ قاعدہ ہے کہ اگر برتن بنانے والا برتن کو توڑ دیتا ہے تو وہ اگر چاہے تو دوبارہ بنا بھی سکتا ہے۔ بس سمجھنا چاہیئے کہ اگر کسی مصلحت سے حق سبحانہ تفریق جسم کریں گے ہی تو دوبارہ بنا بھی سکتے ہیں۔ اگر چاہیں گے اور مصلحت ہوگی تو بنا بھی دیں گے۔ پھر ڈر کس لئے غرضکہ یہ وجوہ ہیں جو مقتضی ہیں اسکو کہ تفرق سے نہ ڈرنا چاہیئے اب یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ ان تمام باتوں کے باوجود آدمی کیوں ڈرتا ہے اس کی وجہ صرف حقیقت ناشناسی ہے دیکھو اندھا چونکہ رستہ سے واقف نہیں ہوتا اسلئے اوسکو ہر قدم پر کنوئیں کا ڈر ہوتا ہے اور بہت ہی ڈرتے ڈرتے رستہ چلتا ہے برخلاف اِس کے دیکھنے والا شخص چونکہ رستہ کی چوڑائی کو دیکھتا ہوتا ہے لہذا وہ گڑھے اور کنوئیں کو آنکھ سے دیکھتا ہے بس جو چیزیں فی الواقع بچنے کی ہیں اون سے احتیاط کرتا ہے اور جو چیزیں بچنے کی نہیں اون کی کچھ بھی پرواہ نہیں کرتا۔ نہ ہر وقت اوس کے گھٹنے اور پاؤں میں تھرتھراہٹ ہوتی ہے اور نہ وہ معمولی تکلیف وہ چیزوں سے بے چین بھیں ہوتا ہے اور اندھا جہاں ڈرنے کی ضرورت نہیں وہاں بھی ڈرتا ہے اور جو بچنے کی چیزیں نہیں انسے بھی کھٹکتا ہے اور ذرا سے خطرہ کو بہت سمجھکر اوس کا دم فنا ہوجاتا ہے۔ دیکھو چونکہ ساحروں کو حقیقت کا انکشاف ہوگیا تہا اس لیے اونھوں نے فرعون کی دھمکیوں کے جواب میں صاف کہدیا کہ ارے فرعون بھاگ بھی ہم وہ نہیں کہ ہر پھٹنے کی بات کو صحیح سمجھکر رہروی کو چھوڑ دیں اور رک جائیں تو کچھ ہی کہہ ہم نہ مانیں گے تو تفریق جسم کی دھمکی دیتا ہے

۱۹۳

اچھا تو کاٹ ڈال اول تو خدا کو یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ ہمارے جسم کو دوبارہ ٹھیک کر دے لہذا ہمکو ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں اور اگر کسی مصلحت سے اوس نے ایسا نہ بھی کیا تب بھی ہمکو کچھ نقصان نہیں بلکہ اور فائدہ ہے کہ تن فی الجملہ قرب حق سبحانہ سے حاجب تھا جب وہ نہ رہے گا تو زیادہ قرب ہوگا اور ہماری اوس عاشق کی سی مثال ہوگی جو کرتہ اُتار کر اپنے معشوق کو آغوش میں لے ظاہر ہے کہ اس صورت میں اوسکو اپنے معشوق سے بہ نسبت کرتہ پہنے ہونے کے زیادہ قرب ہے اس سببسے ہماری تو عین خوشی ہے کہ ہم جسم اور مزاج سے الگ ہوجائیں پس یہ تیری دھمکیاں بجائے اس کے کہ خوف وہراس پیدا کریں اور اشتیاق پیدا کرتی ہیں۔ یاد رکھو کہ " کور را ہر گام باشد ترس چاہ" الی آخر البیت الثالث میں دو مضمون بیان کئے تھے اول عوام کا آلام دنیا میں مبتلا ہونے سے ڈرنا اور اہل اللہ کا نہ ڈرنا۔ دوسرے عوام کا بتلائے آلام ہوکر پریشان اور چین بچین ہونا اور اہل اللہ کا نہ گھبرانا اور نہ چین بچین ہونا اور دونوں باتوں کا منشا حقیقت شناسی و ناحقیقت شناسی کو بتلایا تھا اب ایک تیسری بات بیان کرنا چاہتے ہیں وہ یہ کہ اہل اللہ تو حقیقی مضرتوں میں مبتلا نہیں ہوتے اور عوام جاتی ہیں اس کا کیا سبب ہے اس مضمون کو مولانا مچھر اور اونٹ کے سوال وجواب کے پیرایہ میں بیان کرتے ہیں اور حاصل اوس کا بھی وہی حقیقت ناشناسی اور حقیقت شناسی ہے تفصیل حسب ذیل ہے۔ ۱۹۴

اوچنان پنداشت کاینان ہم چنان وہم و تخویف اند وسواس و گمان

یعنی اوس نے ویسا ہی سمجھا کہ یہ لوگ اوسی وہم اور خوف اور وسواس اور گمان میں ہیں۔

کہ بود شان لرزہ و تخویف و ترس ‌ ‌ ‌ ‌ از توہمہائی تحذیرات نفس

یعنی اونکو لرزہ اور خوف اور ڈر نفس کے توہمات اور خوفوں سے ہو جائیگا یعنی اوس کا خیال تہا کہ میرے ڈرانے سے انکا نفس انکو ڈراوے گا اور یہ خوف کے مارے اِس دین سے پہر جاویں گے اور قبول کریں گے مگر۔

او نمید انست کایشان رستہ اند ‌ ‌ ‌ ‌ بر دریچہ نور دل بنشستہ اند

یعنی وہ نہیں جانتا تہا کہ یہ لوگ (اوس حالت سے) چہوٹ گئے ہیں اور نور دل کے دریچہ میں بیٹھے ہیں۔

سایۂ خود را ز خود دانستہ اند ‌ ‌ ‌ ‌ چابک و چست و گش و برجستہ اند

یعنی اپنے سایہ کو اپنی ذوات سے ممتاز کر لیا ہے اور چست و چالاک اور خوش اور برجستہ ہیں مطلب یہ ہے کہ دیکہو اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں تمہارے سایہ کے ایک تلوار مارتا ہوں تو تمہیں کچہہ بہی خوف نہیں ہوتا۔ اسلئے کہ جانتے ہیں کہ ہمارا کوئی ضرر نہیں ہے اسیطرح چونکہ ان حضرات نے اِس جسم ظاہر کو روح کا ظل اور سایہ سمجہ رکہا ہے اسلئے اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ہم تمہارے اِس جسم کو کاٹ دیں گے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔ تو وہ یہی کہیں گے کہ لاضیر انا الی ربنا لمنقلبون اونکی تو یہ شان ہے کہ

ہاون گردون اگر صد بار شان ‌ ‌ ‌ ‌ خرد کوبد اندرین گلزار شان

یعنی آسمانکی اوکھلی اگر سو بار اونکو اس گلزار (دنیا) میں ریزہ ریزہ کر کے کوٹ دے۔

اصل این ترکیب را چون دیدہ اند ‌ ‌ ‌ ‌ از فروع وہم کم ترسیدہ اند

یعنی چونکہ اِس ترکیب کی اصلیت کو اونہوں نے دیکہہ لیا ہے تو وہم کی زیادتی سے کب ڈرتے ہیں

۱۹۵

مطلب یہ کہ اگر اون کے جسم پر سو بار گزند پہونچے تب بھی اونکو پرواہ نہیں اِس لیے کہ اونہوں نے اسکی اصلیت کو معلوم کر لیا ہے پھر وہ کس بات سے ڈریں اون کو ذرا خوف نہیں ہوتا وہ بالکل بے فکر ہوتے ہیں جانتے ہیں کہ اچھا ہے جتنا حجاب حس سے کم ہو اوتنا ہی بہتر ہے آگے مولانا اس حیات دنیوی کو خواب سے تشبیہ دیتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ دیکھو اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ اوس کا ایک ہاتھ مثلاً کسی نے کاٹ دیا تو اوسکو کوئی خوف ہوتا ہے ہرگز نہیں ـ بلکہ جب آنکھ کھُلتی ہے معلوم ہوجاتا ہے کہ خواب کی بات تھی اور وہ خواب میں ایک عارضی ہاتھ تھا ورنہ میرا اصل ہاتھ تو موجود ہے اور اگر کسیکو خواب ہی میں اتنا ہوش ہو کہ میں خواب دیکھ رہا ہوں تو وہ اوس خواب ہی میں سمجھ جاوے گا کہ یہ ساری خواب کی باتیں ہیں اور اوسکو اس سے مطلق خوف نہوگا ـ تو اسیطرح اِس دنیا میں اگر کوئی شخص دیکھے کہ کسی نے اوس کے جسم کو گزند پہونچایا تو جب اِس خواب سے بیداری ہوگی اُس وقت معلوم ہوگا کہ ارے وہ تو ایک عارضی ہاتھ تھا اور اصل روحانی ہاتھ تو موجود ہے اور اگر کسیکو یہاں دنیا ہی میں اتنا ہوش ہوگا کہ وہ اِس حیات کو خواب سمجھتا ہو تو وہ اب ہی سمجھ جاوے گا کہ اس جسم کے گزند سے میری اصل ذات پر کوئی گزند نہیں پہونچتا تو بس اوسکو بھی کوئی خوف اوس خواب دیکھنے والے کی طرح نہوگا جب مولانا نے یہ تشبیہ دی تو کوئی شبہ کرتا ہے کہ اگر یہ زندگی خواب ہے تو پھر اوس میں ہم اور خواب کیوں دیکھتے ہیں ـ سوتے ہیں اور اوس میں پھر خواب دیکھتے ہیں مولانا فرماتے ہیں کہ دیکھو تم سوتے ہو اور خواب دیکھتے ہو کہ ہم ایک جگہ سوئے ہیں اور اوسمیں خواب دیکھ رہے ہیں تو جیسے کہ اس خواب ظاہری میں بھی خواب دیکھ لیتے ہو اسی طرح اس خواب ہستی میں بھی خواب دیکھ لیتے ہو سبحان اللہ عجیب تحقیق ہے سچ یہ ہے کہ یہ حضرات اصل محقق ہیں اور اون کے علوم علوم ہیں کہ جس بات کو بیان فرماویں گے اوسکو بالکل آئینہ کر دیں گے گویا کہ آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں سبحان اللہ سبحان اللہ الٰہی ان مولانا کے فیوض سے ہم گنہگاروں کو مستفیض فرما اور ہمارے گناہ اونکی برکت سے معاف فرما دے

۱۹۶

فبالنظر الی کونہ غیر معصیۃ یکون مباحا وبالنظر الی کونہ مشابہا بالمعصیۃ یکون مبغوضا لان المشابہۃ یقتضی ھذا البغض والطلاق کذلک وکونہا غیر معصیۃ ظاھر واما کونہا مشابہا بالمعصیۃ فلان صورتہ صورۃ الظلم من الایذاء والاضرار والایحاش لکنہ لیس بظلم لان قصدہ امتناع نفسہ عن الضرلا ایقاع غیرہ فی الضرو من ثم تری المشائخ یمنعون اتباعھم عن کثیر من المباحات التی شانھا ھذا کشغل الرابطۃ الذی صورتہ صورۃ مقصودیۃ الخلق عند الشاغل التی یوشک ان توقع فی الشرک

حدیث اختلاف امتی رحمۃ البیہقی فی المدخل من حدیث سلیمان بن ابی کریمۃ عن جویبر عن الضحاک عن ابن عباس قال قال

سو معصیت نہونے کی بنار پر تو وہ مباح ہوتی ہیں اور مشابہ معصیت ہونے کے سبب سے وہ مبغوض ہوتی ہیں کیونکہ یہ مشابہت مبغوضیت کو مقتضی ہے اور طلاق ایسی ہی چیز ہے چنانچہ اس کا معصیت نہ ہونا تو ظاہر ہے باقی مشابہ معصیت ہونا وہ اسلئے ہے کہ اسکی صورت ظلم کی صورت ہے یعنی ایذا و اضرار وایحاش لیکن ظلم نہیں ہے کیونکہ اس کا مقصد اپنے کو ظلم سے بچانا ہے نہ کہ دوسرے کو ضرر میں واقع کرنا اور اسی مقام سے تم مشائخ کو دیکھتے ہو کہ اپنے تابعین کو بہت سے ایسے مباحات سے روکدیتے ہیں جن کی ایسی ہی شان ہو جیسے شغل رابطہ ہے جسکی صورت شاغل کے نزدیک مخلوق کے مقصود (بالذات) ہونیکی سی صورت ہے جو بعید نہیں کہ کسی شاغل کو شرک میں واقع کردے

ترجمہ حدیث میری امت کا اختلاف رحمۃ ہے اسکو بیہقی نے مدخل میں سلیمان ابن کریمہ کی روایت سے نقل کیا ہے وہ جویبر سے روایت کرتے ہیں اور وہ ضحاک سے اور وہ ابن عباس رضی سے وہ کہتے ہیں کہ

57

رسول الله صلى الله عليه وسلم
مهما أوتيتم من كتاب الله
فالعمل به لا عذر لأحد
في تركه فان لم يكن في
كتاب الله فبسنة مني
ماضية فان لم تكن
سنة مني فما قال اصحابي
ان اصحابي بمنزلة النجوم
في السماء فايما اخذتم
به اهتديتم واختلاف
اصحابي لكم رحمة ومن هذا ۵۸
الوجه اخرجه الطبراني
والديلمي في مسنده بلفظه
سواء وجويبر ضعيف جدا
والضحاك عن ابن عباس
منقطع **ف** وكذلك اختلاف
مسالك المشائخ كلها رحمة
والامر فيه اوسع من الاختلاف
المذكور في الحديث لانها
لم تختلف حلالا
وحرمة

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرما[یا]
تمکو جو حکم کتاب اللہ سے ملا ہے اوسکو
ترک کرنے میں تو کسی کے پاس کوئی عذر ہی
نہیں اور اگر وہ حکم کتاب اللہ میں نہ ہو تو
میری سنت پر (عمل کرنا چاہیئے) جو (باعتبار
ثبوت کے نافذ ہو (کتاب اللہ میں یہ قید
نہ لگانا اسوجہ سے ہے کہ اس کا ثبوت تو
بنا بر تواتر قطعی ہے) اور اگر میری سنت بھی نہ ہو
تو جو میرے اصحاب کے اقوال ہوں (اون پر عمل کیا
جائے کیونکہ) میرے اصحاب ایسے ہیں جیسے آسمان میں ستارے
جس کو بھی لیلو گے راہ پالو گے اور میرے اصحاب کا اختلاف
تمہارے لئے رحمت ہے، اور اسی طریق سے اسکو
طبرانی نے روایت کیا ہے اور دیلمی نے
بھی اپنی مسند میں برابر اوسی کے لفظ سے
اور جویبر (راوی) بہت ضعیف ہے
اور ضحاک (کی روایت) ابن عباس سے
منقطع ہے۔ **ف** یہی حالت ہے
اختلاف مسالک شیوخ کی کہ وہ بھی رحمت ہے
بلکہ اس میں اس اختلاف مذکور حدیث
سے بھی زیادہ توسیع ہے کیونکہ مشائخ
میں حلال و حرام کا اختلاف نہیں اور

واهل الفتاوى مختلفون في الحل والحرمة والسر في كون هذا الاختلاف رحمة ان الاستعدادات مختلفة فمن رجل يستفيد من مسلك واخر يستفيد من اخر كما ان السر في كون اختلاف اهل الفتاوى رحمة توسعة الامر على الامة

حديث ادبني ربي فاحسن تاديبي العسكري في الامثال من جهة السدى عن ابي عمارة عن علیؓ بعد ما ساق القصة قال فقلنا يا نبی الله نحن بنو اب واحد ونشأنا في بلد واحد وانك لتكلم العرب بلسان ما لا نفهم اكثره فقال ان الله عز وجل

اہل فتاوی کا آپس میں بھی اختلاف ہے۔ اور اختلاف مشائخ کے رحمت ہونیکا راز یہ ہے کہ (طالبین کی) استعدادیں مختلف ہیں پس ایک شخص ایک مسلک سے مستفید ہوتا ہے دوسرا دوسرے سے جیسا کہ اہل فتاوی کے اختلاف کے رحمت ہونیکا یہ راز ہے کہ امت پر وسعت ہو جائے

ترجمہ حدیث مجکو اللہ تعالی نے ادب سکھلایا سو خوب ادب سکھلایا اسکو عسکری نے امثال میں سدی کے طریق سے نقل کیا ہے انہوں نے ابو عمارہ سے انہوں نے حضرت علی سے ایک قصہ کے وارد کرنے کے بعد روایت کیا ہے کہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم سب (یعنی آپ اور ہم) ایک ہی دادا کی اولاد ہیں اور ایک ہی شہر میں ہمارا سب کا نشو ونما ہوا مگر آپ اہل عرب سے ایسی زبان میں گفتگو فرماتے ہیں کہ ہم اسکا اکثر حصہ نہیں سمجھتے (چنانچہ بہت حدیثوں میں صحابہ کا لغات کی تفسیر کا پوچھنا منقول ہے) آپ نے فرمایا کہ حق عزوجل نے

ادبنی فاحسن ادبی
ونشأت فی بنی
سعد بن بکر

ف دل الحدیث
انه متی صح التعلق
مع الله زاد الله تعالی
فی کمالاته الظاهرة ایضاً
فی الاکثر کالادراکات
والفصاحة والقوة
واللطافة والنظافة
والاعتدال فی کل شیٔ
وهذا مشاهد وبعین
هذه الزیادة اجتماع بعض
الاشیاء الظاهرة مما
لا یجتمع للآخرین کما قد
قدر الله تعالی
نشأ حبیبه صلی الله علیه
وسلم فی بنی سعد

حدیث اذا اتاکم کریم قوم
فاکرموه ابن ماجة فی سننه
من حدیث سعید بن مسلمة

مجکو ادب سکھلایا ہے۔ پہر خوب ادب سکھلایا
ہے (اصل وجہ تو یہ ہے) اور اس کے ساتھ
ہی پہر کچھہ ظاہری سامان بہی اس کا مہیا
فرما دیا چنانچہ) میرا نشو و نما (ارضاع کی تقریب
سے) بنی سعد میں ہوا (اسلئے اونکی زبان
بہی اسمیں اضافہ ہوا) **ف** حدیث اسپر
دلالت کرتی ہے کہ جب حق تعالیٰ کیساتہ
تعلق صحیح ہوجاتا ہے اللہ تعالیٰ اکثر اس شخص
کے کمالات ظاہر میں بہی ترقی فرماتے ہیں
جیسے ادراکات اور فصاحت اور قوت اور لطافت
اور نظافت اور انتظام اور ہر شے میں اعتدال
اور یہ بالکل مشاہد ہے اور اس ترقی میں بعض
ایسے اسباب ظاہرہ کا جمع ہوجانا بہی معین
ہوجاتا ہے۔ جو اوروں کیلیے جمع نہیں
ہوتے جب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ
علیہ وسلم کے لیئے رضاع کے سلسلہ میں بنی
سعد میں نشو و نما پانا مقدر فرما دیا (جہاں
لغات کی واقفیت میں وسعت ہوگئی)

ترجمہ حدیث جب تمہارے پاس
کسی قوم کا معزز شخص آوے اوس کا اکرام کرو
اوسکو ابن ماجہ نے اپنی سنن میں سعید بن مسلمہ سے روایت کیا ہے

فرمایا ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ ایک مہینہ آپ یہاں رہیں اور جو کچھ میں کہا کروں وہ سنا کریں اِس سے نفع ہوگا اور فرمایا کہ اس پرچہ کو اِس بکس میں ڈال دیجئے میں صبح کو دیکھ کر کچھ تعلیم کردونگا اپنے کام میں مصروف رہیئے۔ باقی رہے احوال سو اول تو وہ لازم نہیں پھر اُسکے واسطے ایک مدت چاہیئے اور یہہ بھی فرمایا کہ یہاں لوگوں کو موقع بات چیت کا نہیں ملتا تہا۔ بالخصوص اُن لوگوں کو جنپر غلبہ ادب ہوتا ہے وہ ہمیشہ رہ جاتے تہے اور جو ہی لوگ سبقت کرکے مجھپر چڑہیتے تہے لوگوں کی پریشانی کی وجہ سے اِس لئے آسانی کے واسطے مینے یہ بکس رکھدیا ہے۔ کہ ہر شخص بے تکلف اپنے حالات لکھ کر ڈالدے میں جواب دے دیتا ہوں اور اگر کسیکو زبانی سمجھانیکی ضرورت ہوتی ہے تو وہ بھی لکھ کر بکس میں ڈالدیتا ہے اور میں اوس کے لئے خود وقت مقرر کردیتا ہوں۔

(۱۱۴) ایک مرتبہ نواب وقار الملک مجھے علیگڈھ کالج میں لے گئے اور وہاں کے طلبار کے بھی کثرت سے درخواستیں تہیں۔ میرا وہاں بیان ہوا۔ میں نے اول ہی کہا کہ صاحبو آپ لوگونکو یہ شکایتیں ہیں کہ علمار ہماری خبر نہیں لیتے اور علمار کو آپ لوگونکی شکایتیں ہیں کہ آپ اونکو اپنی خبر نہیں دیتے دیکھئے اگر آپ لوگوں میں سے کوئی شخص امراض جسمانی میں مبتلا ہوتا ہے تو فوراً ڈاکٹر اور طبیب کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اور وہاں کامیابی نہیں ہوتی دوسری جگہ جاتے ہیں یہاں تک کہ ہر جگہ سے ناکام ہو کر سول سرجن کے پاس جاتے ہیں غرض جبتک صحت نہیں ہوتی اسی دہیان اور دہن میں لگے رہتے ہیں اب میں آپسے قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ جو معاملہ آپ حضرات ان امراض کے مصلح کے ساتھ کرتے ہیں وہی معاملہ امراض باطنی کے معالجین کے ساتھ کرتے ہیں اگر ایک جگہ سے ناکامیابی ہوئی تو دوسری جگہ رجوع کرتے ہیں اور اسیطرح تیسری اور چوتھی جگہ علی ہذا بس دینی معاملات میں اول تو آپ لوگوں نے ایک یہہ خیال قایم کرلیا ہے کہ ہمارے برابر کوئی جانتا ہی نہیں اور بعضوں کی تو یہاں تک نوبت پہونچ گئی ہے کہ وہ دین ہی کو ضروری نہیں سمجھتے۔ اور دوسرے اگر کسیکو توفیق رجوع کرنے کی ہوئی بھی تو ایک کسی شخص سے

۵۳

دریافت کرلیا وہ بھی اون شرائط کے ساتھ نہیں جن شرائط سے ڈاکٹر کے ساتھ معاملہ کرتے
ہیں اب اگر ایک جگہ سے شفا نہیں ہوئی اور یہ ممکن ہے جیسے امراض ظاہری میں یہہ
ضروری نہیں کہ ایک ہی طبیب سے آرام ہوجائے تو آپ لوگ دریافت کرنا ہی چھوڑ دیتے
ہیں اور یہہ فیصلہ کلی کر لیتے ہیں کہ بس جی اب کوئی نہیں رہا۔ میں آپ کو متنبہ کرتا
ہوں کہ یہی وہ مرض ہے کہ جس کی وجہ سے آپ علمار سے بیزار ہوگئے ہیں افسوس
آپ ڈاکٹروں سے بدگمان اور بیزار نہیں ہوتے۔ حالانکہ اکثر ناکامی ہوتی ہے حتے کہ
سول سرجن کے یہاں جاکر بھی بہت سے مریض ہلاک ہوجاتے ہیں۔ وجہ اسکی صرف یہی
ہے کہ ان امراض کو مہلک سمجھا جاتا ہے اور امراض باطنی کو امراض ہی نہیں سمجھتے پھر
فرمایئے توجہ ہو تو کیونکر ہو میں نے تو یہاں تک کہدیا کہ آپ لوگوں کے شبہات کے
جواب دینے کو میں تیار ہوں۔ اور صورت بھی ایک آسان بتلائے دیتا ہوں آپ
لوگ کالج میں ایک رجسٹر بناکر رکھہ لیجئے اور جس شخص کو کوئی شبہ ہو اوس رجسٹر میں
لکھہ دیا کرے چھہ ماہ بعد وہ میرے پاس بھیجدیا کرو انشاء اللہ تعالیٰ میں واقعی جو شبہات
اور اعتراض ہوں گے۔ اون کے جوابات لکھہ کر آپ حضرات کے پاس بھیجدیا کرونگا
اس دستور العمل کے بعد میں وعدہ کرتا ہوں کہ انشاء اللہ چند سال کے بعد شبہات
کی جڑ ہی کٹ جائے گی۔ مگر حضرت آجتک کسی سے بھی یہ نہیں ہوسکتا اور وجہ
اسکی یہی ہے کہ دین کو ضروری نہیں سمجھتے غرض یہ ہے کہ لوگ علمار کی شکایت کرتے
ہیں کہ یہہ ہماری خبر نہیں لیتے سول سرجن کی کیوں نہیں شکایت کرتے کہ گھر گھر کیوں
نہیں پھرتا وجہ یہ ہے کہ اون کی عظمت ہے علمار کی عظمت نہیں۔

(۱۱۵) ایک مہمان رئیس کی طرف جو بعض شبہات کی تحقیق کر رہے تھے مخاطب
ہوکر یہہ بھی فرمایا کہ حضرت یہہ بلائیں ارضی ہیں سماوی نہیں ہیں یہ خود لوگوں نے اپنے
ہاتھوں خریدی ہیں سماوی بلاؤں کا رنگ ہی اور ہوتا ہے یہہ وہ بلائیں ہیں جنکے
واسطے حق تعالیٰ فرماتے ہیں وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم
اور رہا یہہ شبہ کہ اللہ میاں بھی کافروں کے مددگار ہیں جیسا کہ بعض گستاخوں نے

...ف طرابلس میں کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ بھی تثلیث کے طرفدار ہیں نعوذ باللہ تو حضرت نے فرمایا
...چیز ہے کہ بھنگی سے شاہزادے کے چابک لگوائے جاتے ہیں تو کیا اس صورت میں
...شاہ بھنگی کا طرفدار ہے اور کیا اس سے یہ لازم آگیا کہ بھنگی مقبول ہے۔ بلکہ بات یوں ہے
...شاہزادہ اپنے مردود ہونے کی وجہ سے مغلوب ہے (چونکہ عصر کی جماعت کھڑی ہو گئی
...سلئے ملفوظ بند ہو گیا۔ پھر بعد نماز) فرمایا کہ مجھے ایک آیت شریف یاد آئی سورہ بنی
...سرائیل میں ہے اور یہ بنی اسرائیل کافر نہیں تھے اہل کتاب تھے انبیاء کے قائل تھے
...تعالیٰ نے اون کے بارے میں ایک دو پیشین گوئیاں اونکی کتاب میں بیان فرمائی
...یں وہ کلام اللہ میں منقول ہیں۔ قولہ تعالیٰ وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتاب
...تفسدن فی الارض مرتین ولتعلن علوا کبیرا ہ فاذا جاء وعد اولاھما بعثنا
...علیکم عبادا لنا اولی باس شدید فجاسوا خلل الدیار ط وکان وعدا مفعولا
...طلب یہ ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں یہ بات بتلادی تھی کہ تم سرزمین میں دوبار
...ساد مچاؤ گے اور بڑا زور چلانے لگو گے پھر جب اون دو باتوں میں سے پہلی مرتبہ کی میعاد
...وے گی یعنی تم اول مرتبہ شرارت کرو گے تو ہم تم پر اپنے ایسے بندوں کو مسلط کریں گے جو بڑے
...نخوار ہوں گے پھر وہ گھروں میں گھس پڑیں گے اور یہ ایک وعدہ ہے کہ جو ضرور ہو کر
...ہے گا اب اسمیں دیکھنے کی چند باتیں ہیں ایک تو یہ کہ لتفسدن فی الارض میں دیکھنا
...ہے کہ اون لوگوں کو جو کہ اہل کتاب ہیں مفسد اور حد سے گذرنے والا فرمایا ہے۔ اور
...سری بات یہ ہے کہ جنکو عبادا لنا فرمایا ہے یہ کون لوگ ہیں یہ مشرک ہیں بت پرست
...یں اونکو اپنا بندہ فرما رہے ہیں اس حیثیت سے کہ ہماری مملوک ہیں اور ہمارا آلہ عذاب
...یں نہ اس حیثیت سے کہ مقبول ہیں بلکہ بات یہ ہے کہ تمہارے مردود ہونے کی وجہ سے
...نکو تم پر مسلط کر دیا ہے اسیطرح دوسرے وعدہ کو فرماتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ فاذا جاء وعد الاخرۃ
...یسوٴا وجوھکم ولیدخلوا المسجد کما دخلوہ اول مرۃ ولیتبروا ما علوا تتبیرا
...ماتے ہیں کہ پھر جب دوسری میعاد آوے گی یعنی دوبارہ شرارت کرو گے ہم پھر دوسروں کو
...مسلط کریں گے تاکہ وہ تمہارے منہ بگاڑ دیں اور جس طرح وہ لوگ تمہاری مسجد میں گھسے تھے

۵۵

یہ لوگ بھی اوسمیں گھُس پڑیں اور جس جس طرح پر اون کا زور چلے سب کو برباد کر ڈالیں۔ اِس
معلوم ہوتا ہے کہ پہلے بھی مقامات مقدسہ کی بے حرمتی ہمارے ہاتھوں ہو چکی ہے
اور اب بھی ہمارے ہاتھوں ہو رہی ہے۔ رہا یہ شبہ کہ اللہ میاں کو یہ کیسے گوارا ہوا سو
اون کے نزدیک تمام زمین برابر ہے۔ خدا کے اوپر تھوڑا ہی قانون چلتا ہے یہ تو ہمیں
حکم ہے کہ ہم اون کی تعظیم کریں خدا پر لازم نہیں کہ کسیکی تعظیم کریں۔ دیکھئے اگر ٹوپی پر نجاست
پڑ جاتی ہے تو اوسے اُتار کر پھینکدیتے ہیں ایک منٹ سر پر نہیں رکھتے اور جوتہ اگر
نجاست میں بھر جائے تو اوسے کوئی نہیں پھینکتا۔ جانتے ہیں کہ یہ تو نجس ہی ہے اگر اور
نجاست میں بھر گئی تو کیا ہوا۔ اِسی طرح کافر اور مسلم کی مثال ہے کہ مومن مثل ٹوپی کے ہے
کہ اگر اوس میں ایک دھبہ بھی پڑ جاتا ہے تو ناگوار ہوتا ہے اور کافر مثل پاپوش کے ہے
کہ اگر سب بھی بھر جائے تو ناگوار نہیں ہوتا۔ تو کیا اوس سے یہ لازم آگیا کہ جوتہ کلاہ سے
افضل ہے اون رئیس صاحب نے بعض اہل غلو کے عذر کے طور پر کہا کہ مصیبت کے وقت
عقل بھی جاتی رہتی ہے۔ حضرت والا نے فرمایا کہ یہ سچ ہے مگر کس کی عقل جاتی رہتی ہے جو نادان
ہے اوسکی عقل جاتی رہتی ہے بلکہ اوسکی حالت راحت میں بھی ایسی ہی ہوتی ہے۔ کیونکہ
وہ راحت کو اپنی ہی عقل کا ثمرہ سمجھتا ہے اور مصیبت کو اوروں کے سر تھوپتا پھرتا ہے
اور مطیع مصیبت کے وقت اور بھی زیادہ عاقل اور بیدار ہو جاتا ہے کیونکہ بوجہ طاعت
اور تابعداری کے حق تعالیٰ اوس میں عرفان کی شان پیدا کر دیتے ہیں اور فوراً رجوع
بحق ہو جاتا ہے اوسکو راحت اور مصیبت دونوں مذکر حق ہوتے ہیں (جامع جیساکہ حضرت
عارف معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ؎

ازین مصائب دوران مثال شادان باد — کہ تیر دوست بہ پہلوئے دوست مے آید

اور حضرت بوعلی رح فرماتے ہیں ؎

کفر وایمان ہر دو را برہم بزن — بعد ازین دریاب معنی بہ فن

یعنی اے خدا کے بندے جب تو طالب حق ہے تو تجھے راحت اور مصیبت سے
بالکل قطع نظر کر لینی چاہیئے) اور حضرت والا نے یہ بھی فرمایا کہ آپ ابتلاءِ اِس کا تجربہ کریں

۵۶

(باقی آیندہ)

…ح) اس طرح کہ وہ سامنے آگیا اور آسمان کے اونچے کنارہ میں تہا پہر وہ حضور کے قریب آیا یہاں تک
…ہ دو کمان کا یا اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔ پس القا کیا جبریل نے خدا کے بندہ (محمد صلی اللہ
علیہ وسلم) پر جو کچھ القا کیا نہیں غلطی کی دل نے۔ اوس کے سمجھنے میں کہ جو دیکھا (یعنے وہ واقعی بات
تہی جو دیکھی واقع میں فرشتہ اللہ کا موجود تہا وہم وخیال نہ تہا۔ اس سے زیادہ صاف کیا
تردید ہوسکتی ہے ابنائے زمان کی تک بندی کی کہ کبھی صورت خیالیہ نظر آجاتی ہے (اسپر
…ی بس نہیں کی آگے حق تعالی اور اسکی تاکید فرماتے ہیں۔ أَفَتُمَارُونَهُ الخ ترجمہ یہ ہے
کیا تم ہمارے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اوس فرشتہ کے دیکھنے کے بارہ میں جھگڑا
کرتے ہو حالانکہ اونہنے ایک مرتبہ اور بہی اوس فرشتہ کو دیکھا سدرۃ المنتہےٰ کے پاس
جس کے پاس جنت الماوےٰ بھی ہے جس وقت کہ سدرۃ المنتہےٰ پر چہانے والی چیز چہا رہی
تہی (اسکی تفسیر حدیث میں فراش من ذہب آئی ہے یعنے سنہرے رنگ کے پروانے
سدرۃ المنتہےٰ پر بکثرت گر رہے تہے یہ فرشتوں کے انوار ہوں گے) مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ
حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی بینائی نے اِس دیکھنے میں نہ کجی کی نہ حد سے گذری (یعنی بالکل
صحیح اور بے کم وکاست دیکھا) کسقدر صاف تردید ہے اوس خیال کی۔ اگر قرآن پر ایمان ہے
تو کوئی گنجایش نہیں ہے اہل فطرت کے اِس خیال کی کہ واہمہ کے تصرف سے نبی کو کوئی صورت
نظر آجاتی ہے جسکو لوگ فرشتہ کہہ دیتے ہیں۔ یہہ ہمنے صرف ایک سورت کی چند
آیتیں لکہی ہیں۔ یہہ مضمون صدہا آیتوں میں موجود ہے کہ فرشتہ وحی کو لیکر نبی پر اوترتا
ہے مثلاً نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَىٰ قَلْبِكَ ترجمہ قرآن کو لیکر روح امین (جبریل
علیہ السلام) آپ کے دل میں اترے اور مثلاً يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ
مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ أَنْ أَنْذِرُوا أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ ترجمہ خدائے تعالی

…ف تنبیہ سورۂ النجم میں جو دو مرتبہ فرشتہ کو دیکہنا بیان فرمایا ہے اس سے مراد یہہ ہے کہ جبریل علیہ السلام
کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلی صورت میں دو دفعہ دیکہا ورنہ نزول حضرت جبریل علیہ السلام کا اور دیکہنا
بات چیت کرنا اور سوال وجواب زمانہ نبوت میں ہزاروں دفعہ ہوا اور ہمیشہ رہا کبھی جبریل کسی انسان کی صورت میں
بہی آتے تہے چنانچہ حدیث جبریل بہت مشہور حدیث ہے حضرت دحیہ کلبی صحابی کی صورت میں بہی آنا ثابت ہے ۱۲ منہ

۱۷۳

شان یہہ ہے کہ اتارتا ہے فرشتوں کو روح امین (جبرئیل) کے ساتھ جسپر چاہے اپنے بندوں میں سے (یہ حکم لیکر) کہ ڈراؤ بندوں کو میرے سوا کوئی معبود نہیں پس مجھسے خوف کرتے رہو اور مثلاً فرشتے قوم لوط پر عذاب لیکر آئے تو پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پونہچے اور آپ کو ۱۲۰ برس کی عمر میں دو صاحبزادوں کے پیدا ہونے کی بشارت دی اور ایسا ہی واقع ہوا تو کیا یہہ بہی وہم و خیال تہا۔ پہر وہ فرشتے حضرت لوط علیہ السلام کے پاس پونہچے اور عذاب آنے کی خبر دی اور کہا کہ آپ یہاں سے نکل جایئے چنانچہ آپ نکل گئے اور عذاب آیا۔ کیا یہہ وہم و خیال تہا۔

. . . .

علیٰ ہذا عاد و ثمود پر عذاب آنا اور اون کے پیغمبر کو خبر ملنا اور ویسیکے مواقع ہونا کیا یہ سب وہم و خیال تہے اعاذنا اللہ من ہذہ الخرافات۔ غرض قرآن شریف میں صاف صاف موجود ہے کہ وحی اور فرشتہ کا آنا ایک واقعی چیز ہے خیالی چیز نہیں۔ اور حدیث میں تو وحی کے اور فرشتے کے آنیکے واقعات بیشمار موجود ہیں جن کے بیان کی ضرورت نہیں۔ کیفیت وحی خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح بیان فرمائی ہے کہ یَأْتِیْنِیْ الْمَلَکُ اَحْیَانًا فَیَتَمَثَّلُ لِیْ ترجمہ کبھی میرے پاس فرشتہ کسی صورت میں آتا ہے۔ اور دوسری حدیث میں اس طرح بیان فرمائی ہے نَفَثَ فِیْ رُوْعِیْ یعنے میرے دلمیں فرشتہ نے القا کیا۔ جب خود مدعی نبوت اس طرح بیان فرماتے ہیں تو وحی کی حقیقت اپنی طرف سے اور کچہہ تراشنا کیسے درست ہے۔

۱۷۴

انبیاء زمان وحی کی حقیقت میں کلام اسوجہ سے بہی کرتے ہیں کہ فرشتوں ہی کا وجود اُن کی سمجھہ میں نہیں آتا۔ اسکی تحقیق آیندہ اشتباہ ہشتم میں آتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ غرض انبیاء علیہم السلام کی نسبت یہ خیال کرنا کہ غلبۂ ہمدردی میں اونکو خیالات بندہتے تہے اور کوئی آواز بہی سُنائی دینے لگتی تہی اور کوئی صورت بہی نظر آنے لگتی تہی یہ محض خیال ہے اور تنگ بندی ہے اور انبیاء علیہم السلام کی تصریحات کے خلاف ہے جسکو اون کے کلام کی تحریف کہنا بالکل صحیح ہے اور تاویل القول بما لا یرضی بہ القائل ہے (کسی کی عبارت کے وہ معنے سمجہنا جس کا وہ خود انکار کرتا ہے) ہمنے قرآن کی آیتیں لکہدیں جن کا صاف مطلب یہی ہے کہ فرشتہ

(۲) اس کا علوم جدیدہ میں اسلیے انکار کیا گیا ہے کہ خود فرشتوں کے وجود کو بلا دلیل باطل سمجھا گیا ہے سو اسکی تحقیق کسی آئیندہ انتباہ میں وجود ملئکہ کی بحث میں انشاء اللہ تعالےٰ ہو جائیگی جس سے معلوم ہو جائیگا کہ ملئکہ کا وجود عقلاً محال نہیں ہے اور جب ممکن عقلی کے وجود پر نقل صحیح دال ہو عقلی طور پر اوس کا قائل ہونا واجب ہے، (اصول موضوعہ نمبر ۲)

(۳) جو نورانی اور ذی روح مخلوق ہے انبیاء علیہم السلام کے پاس حق تعالیٰ کیطرف پیغام لیکر آتا تھا اوسکو اونہوں نے کبھی خود اصلی صورت میں دیکھا جیسا کہ سورہ نجم کی آیتوں کے تحت میں ہم نے مشرح بیان کیا اور کبھی کسی دوسری صورت میں دیکھا۔ اور کبھی اوسکی صرف آواز سنی اور کبھی اوسنے پیغام الٰہی کو دل میں ڈال دیا۔ یہ سب صورتیں احادیث صحیحہ میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمودہ موجود ہیں باوجود ان تصریحات کے حقیقت وحی کی وہی بیان کرنا کہ جوش ہمدردی میں یہ خیالات بندھتے ہیں محض خبط اور مرغ کی ایک ٹانگ گائے جانا ہے اور عقلاً ممنوع ہے۔ اگر اس طرح کسی صریح کلام کا مفہوم برعکس سمجھا جا سکتا ہے تو دنیا میں کوئی معاملہ مقدمہ بیان۔ اظہار ما فی الضمیر تفہیم و انہام صحیح نہیں ہو سکتا ہر ایک کی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ یہ کہنے والے کو خیال بندھ گیا ہے۔

نبوت کے متعلق ایک مغالطہ کا حل

آجکل بعض ملحدین ناواقف مسلمانوں کو ایک مغالطہ دیتے ہیں جس کا حل بوجہ ناواقفیت کے اون کی سمجھ میں نہیں آتا اور چکر میں پڑ جاتے ہیں۔ وہ مغالطہ یہ ہے کہ ملحدین مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ تم لوگ توحید کا دعوےٰ کرتے ہو حالانکہ تمہارے اوس کلمہ ہی میں جسکو پڑھنے سے اسلام لانا کہا جاتا ہے توحید نہیں ہے کیونکہ اوس کے دو جزو ہیں لا الٰہ الا اللہ یعنی کوئی قابل پرستش سوائے خدا کے نہیں اس کا مفہوم بیشک توحید ہے مگر سب مسلمان کہتے ہیں کہ صرف اتنا پڑھنے سے مسلمان نہیں ہوتا بلکہ مسلمان ہونے کیلئے دوسرے جزو یعنی محمد رسول اللہ پڑھنے کی بھی ضرورت ہے معلوم ہوا کہ خدا کے ساتھ

(ح) محمد صاحب (صلے اللہ علیہ وسلم) کو ماننے کی بھی ضرورت ہے تب مسلمان کہا جا سکتا ہے جس مذہب میں صرف خدا کو ماننا کافی نہیں بلکہ دوسرے کو بھی ماننا شرط ہے اوس مذہب کو توحیدی مذہب اور شرک سے بری کہنا کیا معنے۔ یہ ایسا مغالطہ ہے کہ اسمیں بعض وقت تو تعلیم یافتہ مسلمان بھی آجاتا ہے وجہ اسکی صرف یہ ہے کہ خود دین سے واقفیت نہیں رکھتے اور علماء سے پوچھنے کی توفیق نہیں ہوتی۔

ملحدین نے تبلیغ کا یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ اپنے دین کی تبلیغ ہو یا نہو مگر مسلمانوں کے مذہب میں اُلٹے سیدھے اعتراض نکالدیئے جاویں تاکہ جہلا ڈگمگا جائیں۔ اسمیں ایسے مدہوش ہوجاتے ہیں کہ یہ بھی خیال نہیں رہتا کہ یہ اعتراض کچھ واقعیت بھی رکھتا ہے یا نہیں اور یہی اعتراض یا اس سے بھی بدتر ہمارے اوپر بھی پڑتا ہے یا نہیں۔ چنانچہ پنڈت دیانند نے ستیارتھ پرکاش میں ایک طرف سے قرآن شریف پر بسم اللہ سے لیکر والناس تک اعتراضوں کی بوچھار کردی اور ہزاروں تک تعداد پوہنچادی جسکو معمولی لیاقت کا آدمی بھی دیکھکر کہہ اوٹھتا ہے کہ یہ وہ قصہ ہے کہ کسینے کہا جاٹ رے جاٹ تیرے سر پر کھاٹ۔ اوس نے کہا شیخ رے شیخ تیرے سر پہ کولہو۔ اوس نے کہا یہ تو قافیہ نہیں ملا کہا نہ ملا بھی مگر بوجھوں تو مرا۔ وہ اعتراضات اسی قسم کے ہیں مثلاً بسم اللہ کی نسبت لکھا ہو کہ اگر قرآن خدا کا کلام ہوتا تو اس کے شروع میں بسم اللہ کیوں ہوتی۔ کوئی پوچھے کہ ان دونوں میں کیا منافات ہے تو جواب ندارد۔ اور موٹی بات ہے کہ اسٹامپ گورنمنٹ کا ہے تو اسپر گورنمنٹ کا نام اور مارکہ کیوں ہے ریل گورنمنٹ کی ہو تو اسپر گورنمنٹ کا مارکہ کیوں ہے۔ یہ کیسی الٹی بات ہے۔ کسی چیز پر نام لکھا ہونے سے تو مالک اور موجد کا پتہ چلا کرتا ہے نہ کہ یہ اعتراض پیدا ہو کہ اگر یہ چیز اوسکی ہوتی تو اسپر اوس کا نام کیوں ہوتا۔ ودانش بباید گریست۔ اسیطرح کے سینکڑوں اعتراض قرآن شریف پر کیئے ہیں جو ایک بھی جواب کے قابل نہیں مگر جہلا کے سامنے تعداد بہت سی ہو ہی گئی۔ اسی قبیل سے یہ اعتراض بھی ہے کہ کلمہ شریف کو کلمہ توحید کہا جاتا ہے حالانکہ اوسمیں سوائے خدا کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھی موجود ہے اس کے متعلق ایک مرتبہ ایک آریہ سے احقر کی گفتگو ہوئی لہذا اس مغالطہ کا حل بطریق سوال و جواب لکھا جاتا ہے

(باقی آئندہ)

لوگوں نے کہا کہ آپ ہیں فرمایا میں ہمیشہ اپنے برابر کے جوڑ کے ساتھ لڑتا ہوں۔ یہ کوئی
بہادری نہیں ہے تم سب سے زیادہ بہادر شخص کو بتلاؤ لوگوں نے عرض کیا کہ ہم کو معلوم نہیں
آپ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ شجاع اور بہادر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں جنگ بدر میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہم نے ایک سائبان بنایا تھا ہم نے آپس میں صلاح
کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کی حفاظت کے لیے کون شخص رہے گا۔ خدا کی قسم
ہم میں سے کسیکو بھی ہمت نہ ہوئی مگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ننگی تلوار ہاتھ میں لیکر
کھڑے ہوگئے اور کسی شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پھٹکنے دیا اگر کوئی آپ پر
حملہ آور ہوتا تو آپ فوراً اسپر جھپٹ پڑتے اور حملہ کر دیتے لہذا آپ سب سے زیادہ بہادر تھے
بخاریؒ نے عروہ بن زبیر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں نے عبداللہ بن عمرو سے
پوچھا کہ سب سے زیادہ سخت کام جو مشرکوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا ہو وہ
کیا تھا اونھوں نے کہا کہ میں نے عقبہ بن ابی معیط کو دیکھا کہ وہ نبی صلی اللہ وسلم کے پاس
آیا اور آپ نماز پڑھ رہے تھے اس نے اپنی چادر آپ کے گلے میں ڈال کر آپ کے گلوے
مبارک کو نہایت سختی کے ساتھ گھونٹنا شروع کیا اتنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ آگئے اور
انہوں نے اس کو آپ کے پاس سے ہٹا دیا اور کہا کیا تم ایسے شخص کو قتل کر دو گے جو کہتا ہے
کہ میرا پروردگار اللہ ہے اور وہ واضح نشانیاں تمہارے پروردگار کے پاس سے لایا ہے۔

نیز ناسخ التواریخ میں جو مذہب شیعہ کی بڑی معتبر تاریخ ہے یہ واقعہ اسطور پر مسطور ہے۔

روز دیگر ہمچناں قریش در حجر انجمن شدند و بعضے بعضے گفتند چون ست کہ
این ہمہ در محمد سخن کنید چوں او بر شما ظاہر شود خاموش شوید و زبان بمعذرت
کشائید و یکدیگر را در کین آنحضرت استوار ہمیکردند ناگاہ رسول خدا در آمد پس
جملگی از جائے جنبش نمودہ بر آنحضرت حملہ بردند و قصد ہلاک او کردند گفتند
توئی کہ خدایان ما را بہ بدیاد کنی و ما را دیوانہ خوانی فرمود چنیں باشد پس یکتن
ردائے آنحضرت را گرفت و گردن مبارکش در انداخت و ہمی سخت بکشید
چنانکہ نفس مبارکش تنگی گرفت ابوبکر چوں این بدید فریاد بر آورد

99

اتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات من ربکم

آیا میکشید مردے را کہ میگوید پروردگار من اللہ ست وآوردہ است شمارا آیات روشن از پروردگار شما کفار قریش چوں این بشنیدند دست از پیغمبر برداشتند ودر ابوبکر آویختند وموئے زنخش را بکشیدند و سرش را بشکستند چناں سر ومغزش را بانعل کوفتند کہ مدہوش بازافتاد وبنی تیم آگاہی یافتہ بیامدند واورا از دست مشرکین نجات دادند۔

ترجمہ۔ دوسرے دن قریش اسی طرح حطیم میں جمع ہوئے اور آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ یوں تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق بہت کچھ گفتگو کرتے ہو مگر جب وہ تمہارے سامنے آجاتے ہیں تو چپ ہوجاتے ہو اور معذرت کرنے لگتے ہو۔ غرض اس طرح سے ایک دوسرے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت پر مضبوط کر رہے تھے کہ یکایک رسولخدا تشریف لے آئے۔ پس سب نے یکبارگی اٹھکر آنحضرت پر حملہ کیا اور آپ کے قتل کرنے کا ارادہ کیا اور کہا کہ تم ہی ہمارے خداؤں کو برائی کے ساتھ یاد کرتے ہو اور ہم کو دیوانہ کہتے ہو۔ حضرت نے فرمایا ہاں بیشک ایسا ہی ہے پھر ایک شخص نے آنحضرت کی چادر کو پکڑا اور آپ کی گردن مبارک میں ڈال کر زور سے کھینچا اس طرح سے کہ سانس میں تنگی ہونے لگی ابوبکر نے جب یہ دیکھا تو فریاد کی کہ کیا تم ایسے شخص کو قتل کیے ڈالتے ہو جو کہتا ہے کہ رب میرا اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس نشانیاں تمہارے پروردگار کی طرف سے لایا ہے کفار قریش نے جب یہ سنا تو پیغمبر سے ہاتھ اٹھالیا اور ابوبکر سے لپٹ گئے اور ان کی ڈاڑھی کو کھینچا ان کے سر کو توڑ ڈالا۔ اور اس طرح ان کے سر اور مغز کو جوتیوں سے کوٹا کہ وہ بیہوش ہوکر گر گئے۔ اس واقعہ کی خبر بنی تیم کو ملی تو انہوں نے آکر ابوبکر کو چھڑایا (ناسخ التواریخ صفحہ ۵۰۱) ۱۰۰

ابوبکر بن ابی شیبہ نے قاسم بن محمد سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی تھیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ابوبکر پر وہ مصیبت پڑ گئی کہ اگر پہاڑوں پر پڑتی تو ان کو ریزہ ریزہ کردیتی تمام مدینہ میں نفاق

پھیل گیا اور اہل عرب مرتد ہو گئے مگر خدا کی قسم ان لوگوں نے ایک نقطہ میں بھی اختلاف کیا تو میرے والد فوراً اسکو مٹانے اور اسلام کو اس سے بے نیاز کرنے کی طرف متوجہ ہو گئے

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مشرکین نے ایک دفعہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ کر گھسیٹنا شروع کیا اور کہنے لگے کہ تو ہی ایک خدا بتلاتا ہے۔ خدا کی قسم کسی کو مشرکین سے مقابلہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی مگر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور مشرکین کو مار مار کر ہٹانے اور دھکا دے دے کر گرانے لگے اور فرماتے جاتے تھے افسوس، سخت افسوس تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پروردگار ایک ہے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ چادر اٹھا کر رونے لگے یہاں تک کہ آپکی ڈاڑھی تر ہو گئی پھر فرمایا خدا تمہیں ہدایت کرے یہ تو بتلاؤ کہ مومن آل فرعون اچھے تھے یا ابو بکر اچھے ہیں لوگ خاموش رہے مگر خود آپ ہی نے جواب دیا کہ تم کیوں نہیں جواب دیتے خدا کی قسم حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ایک گھڑی اون کے ہزار گھنٹوں سے بہتر ہے کیونکہ وہ اپنے ایمان کو چھپاتے تھے اور اس شخص نے اپنے ایمان کا علی الاعلان اظہار کیا۔ ۱۰۱

جب اطراف مدینہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر مشہور ہوئی تو عرب کے بہت سے گروہ اسلام سے پھر گئے اور زکوۃ دینے سے انکار کر دیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ اگر ایک کھر بھی زکوۃ کا نہ دوگے تو میں تم پر جہاد کرونگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی تالیف قلوب کیجئے اور ان کے ساتھ نرمی کرو آپ نے فرمایا کہ کیا تم جاہلیت میں سختی کرنے والے اور اسلام میں سستی کرنے والے بن گئے اور حضرت مرتضی سے بھی اسی قسم کا سوال جواب ہوا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابتدا میں سب صحابہ کرام مانعین زکوۃ سے لڑنے کو برا سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ اہل قبلہ ہیں مگر جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار زیب دوش کی اور تنہا چلے تو پھر سب نے جانے کے سوا کوئی مفر نہ دیکھا (ازالۃ الخفا)

جنگ احد میں سب لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے بھاگ گئے اسوقت اگر ثابت قدم رہے تو ابو بکر صدیق ہی رہے چنانچہ ابن طیب کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب احد کی لڑائی میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر سب بھاگ گئے

پس یہی تھا کہ جس نے سب سے اول حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسے وقت میں حفاظت کی
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کی وفات کے بعد طویل تعریف کے ذیل میں یہ بھی فرمایا کہ

"آپ کا قول سب سے بلیغ ہوتا تھا اور آپ کا دل سب سے زیادہ شجاع تھا"

نیز جب وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دار فانی سے دار البقا کی طرف رحلت فرمائی
تو مسلمان شدت رنج وغم سے اوسان باختہ ہو رہے تھے۔ حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
بھی غلبۂ قلق میں یہ اعلان کر دیا تھا کہ جو کوئی حضور کی رحلت کی بُری خبر لا کر مجھے دیگا میں
اُس کا سر تن سے جدا کر دوں گا اسوقت بھی جو شخص تمام امت میں مستقل مزاج رہا۔
وہ یہی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے آپ نے علی الاعلان یہ آیت مبارکہ پڑھکر

وما محمد الا رسول قد خلت	محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کوئی خدا کے شریک تو نہ تھے اللہ تعالیٰ
من قبله الرسل افان مات	رسول ضرور تھے آپ سے پہلے بہت سے رسول گذر گئے اگر یہ بھی مرجائیں
او قتل انقلبتم علی اعقابکم	یا قتل کئے جائیں تو کیا تم لوگ اپنی ایڑیوں کے بل دین حق سے پھر جاؤ گے؟

مسلمانوں کے حواس کو درست کیا اور ان کو صبر وشکر کی تلقین کی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جسوقت اسلام میں اڑتیس ۳۸ آدمی داخل ہو چکے تھے
تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلان اسلام کی بابت
اصرار کیا آپ نے فرمایا کہ اے ابو بکر! ابھی ہم لوگ بہت تھوڑے ہیں مگر وہ برابر آپ سے
اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دین برحق کے ظاہر ہونے
کا اعلان فرمایا تمام لوگ کعبہ کے اندر ادھر اُدھر بیٹھ گئے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ
کھڑے ہو کر وعظ بیان فرمایا اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دی مشرکین نے حضرت
ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا اور لوگوں کو بہت اذیت پہونچائی ابن عساکر نے
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جسوقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسلام
لائے آپ نے اسلام کو ظاہر فرمایا اور لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول
کی طرف دعوت دی ÷

(باقی آیندہ)

یادگار صالحین

اس جہل و ضلالت کے زمانہ میں جبکہ اہل اسلام مذہبی معلومات اور دینی کتب کے مطالبہ سے یکسو ہو چلے ہیں سخت ضرورت ہے، کہ انکو دینی معلومات کی واقفیت کیساتھ یادگار صالحین بندگان دین کے حالات و واقعات کا بھی مطالعہ کرایا جائے جو دینی معلومات کے لیے اعانت کا کام دیگا خصوصًا ان بزرگان حقہ کا جن کے نام سے شاید ہی اس زمانہ میں کوئی ہستی ناواقف ہو گیا اسوقت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہیدؒ دہلوی حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ و حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی قدس سرہٗ وغیرہ بزرگان کے اسماء گرامی سے کوئی ہستی ناواقف نکل سکتی ہے ہرگز نہیں ان حضرات کے حالات کے سچے اور صحیح ہونے کے لیے جناب امیر شاہ خاں صاحب مرحوم متوطن قصبہ خورجہ مقیم مینڈھو کی زبان سے نکلے ہوئے ہونیکے ساتھ حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ کے حواشی کی تزئین نور علی نور کا کام کر رہی ہی جن اوراق میں ان حضرات کے واقعات جمع کئے گئے ہیں ان کا نام امیر الروایات مع زوائد جیب الحکایات رکھا گیا ہے اس مختصر اشتہار میں اس کتاب کی کماحقہ تعریف ناممکن ہے پوری کیفیت کتاب کے ملاحظہ سے معلوم ہو سکتی ہے قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک چار آنے۔

ترجمہ ترغیب و ترہیب

انسان بلکہ تمام حیوانات ایسی طبیعت پر پیدا کیئے گئے ہیں کہ تا وقتیکہ کسی امر کا خوف نہو ہر کام کرنا دشوار ہوتا ہی بلکہ نہیں ہو سکتا اگر ہوتا بھی ہے تو حکم حاکم سے وہ بھی نہایت جبر و دشواری سے اسوجہ سے فی زمانناکہ حاکم اسلام تو موجود نہیں احکام شریعۃ پر مسلمانونکو قایم رہنا دشوار ہو رہا ہے، اب جسمسلمانونکو ہر دینی کام کے فائدہ اسکے ترک سے مضرت معلوم ہو اوسپر عمل مشکل ہے۔ لہذا اس زمانہ میں ایسی کتاب کی اشاعت ضروری ہے جسمیں احکام شریعۃ کی منفعت اور اسکے ترک سے مضرت دکھلا کر راہ مستقیم پر قائم کیا جاوے دسمبر رہ میں احقر کے خیال میں کتاب ترغیب و ترہیب آئی اور اسکا ترجمہ شروع کرا دیا جو تھوڑا تھوڑا رسالہ الامداد میں ہر مہینہ شائع کرتا رہا چونکہ رسالہ الامداد میں مضامین مفیدہ کے سوا کوئی آجکل کے مذاق کی چیز نہیں لعذا رسالہ مذکور کی اشاعت بہت تھوڑی ہے اور رسالہ کے ذرخے بچ جاتے ہیں احقر انکو جمع کرکے کتاب کی صورت میں تیار کر لیتا ہی اسیطرح کئی کتابیں اس سے علیحدہ تیار ہو کر ہدیہ ناظرین ہو چکی ہیں۔ مثلًا تسہیل المواعظ۔ المصالح العقلیہ۔ امیر الروایات۔ التشرف حصہ اول وغیرہ لہذا کتاب ترغیب کی بھی مفصل فی جلدیں تیار ہو چکی ہیں جو کچھ روز سے شائع ہو رہی ہیں اس کے اسوقت تک تین حصے تیار ہیں۔ جلد اول قیمت ۱۰ دوم قیمت ۱۲ سوم ۲

المشتہر محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی